Digitized By Khilafat Library Rabwah
خالد
ربوہ
ماہنامہ
مدیر
محمد اسلم شاد منگلا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

— المصلح الموعود —

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

جلد ۱۵ — شمارہ ۴

محرم الحرام ۱۳۸۹ھ ٭ شہادت ۱۳۴۸ ہش

اپریل ۱۹۶۹ء

مدیر اعلیٰ:- محمد اسلم شاد - منگلا

مدیران:- منصور احمد خاں - ظہیر الدین منصور احمد

معاونین:- منصور احمد ملک - وحید احمد جنجوعہ

قیمت سالانہ:- چھ روپے ٭ قیمت فی پرچہ ۶۰ پیسے

(محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

انگریزی روزنامہ "پاکستان ٹائمز" کے ۱۲ر مارچ کے پرچہ میں مکرم شجاعت حبیب صاحب ادیبرائے گلبرگ۔ لاہور کا ایک خط شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے فرانس کے ایک ماہر اقتصادیات جیک آسٹری کی کتاب "اسلام کی اقتصادی ترقی" کا حوالہ دیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اقتصادی ترقی کے لئے کوئی حتمی طریق کار نہیں ہے۔ جیسا کہ سرمایہ داری اور سوشلزم سے متعلق کچھ کوتاہ بین مکاتیب فکر دعوٰی کرتے ہیں۔"

مصنف اس بات پر مصر ہے کہ ان دو کی بجائے تیسرے مکتبۂ فکر یعنی اسلام کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کیونکہ یہ نہ تو کلیۃً "انفرادیت" کا نمائندہ ہے اور نہ اجتماعیت کا بلکہ دونوں کے درمیان ایک اچھی قسم کی مفاہمت پر مبنی ہے۔ مصنف اس بات پر بھی زور دیتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ہر دو مکاتیب فکر کی اندھا دھند تقلید کی بجائے اسلام کے اقتصادی نظام پر سنجیدگی سے غور کریں۔ وہ کہتا ہے۔ اسلام میں ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ اگر ان سے پورا فائدہ اٹھایا جائے تو وہ ان مشکل مسائل کو حل کر سکتی ہیں۔ جنہیں عالمی ماہرین اقتصادیات حل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ مصنف مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایک نیا طریق کار وضع کریں جو ان کی اپنی تخلیقی قوتوں سے معرض وجود میں آئے۔ "اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہمیں اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ ہم اپنے بنیادی نظام میں مجبوراً کئی ایک غیر صحت مندانہ تبدیلیاں کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اور اس کے نتیجہ میں اسلام کی غیر جانبدار اور آزاد نظام حیات کی حیثیت ختم ہو کے رہ جائے گی۔"

مندرجہ بالا الفاظ میں ایک غیر مسلم مستشرق کے خیالات کو پیش کیا گیا ہے۔ اصل کتاب تو ہمارے سامنے نہیں۔ اور اس امر کی تحقیق سے ہم قاصر ہیں کہ اس خط کے راقم اس کے مفہوم کو صحیح سمجھتے ہیں۔ یا نہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ مشورہ اپنی جگہ پر ایک نہایت ہی قیمتی اور قابل تقلید مشورہ ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے مندرجہ ذیل عظیم فوائد حاصل ہوتے ہیں:۔

اوّل:۔ مسلمان ممالک کو ایسے دستور حیات پر عمل پیرا ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔ جو انسانی فکر کی خامیوں سے پاک ہے اور بنی نوع انسان کی سب سے زیادہ ہمدردی اپنے اندر رکھتا ہے۔ کیونکہ خالق نے اپنی مخلوق کے لئے تجویز فرمایا ہے۔ اس معاشی نظام سے بڑھ کر اگر مخلوق خدا کی ہمدردی کا کوئی نظام خریدا رہے تو اس کی

مثال ایسی ہی ہے۔ کہ ماں سے زیادہ چاہے پھپھا کٹنی کہلائے۔

دوم:۔ مسلمان ممالک میں خود اعتمادی اور نظریاتی برتری کا احساس پیدا ہوتا ہے اور مشرق یا مغرب کی نظریاتی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے کی بجائے وہ فی الحقیقت نظریات کی دنیا میں آزادی کے سانس لے سکتے ہیں۔

سوم:۔ مسلمان ممالک غیروں کے تابع بننے کی بجائے غیروں کے رہنما بن سکتے ہیں۔ اور دنیا میں ایک تیسرے وسطی اور متوازن کیمپ کا وجود پیدا ہوجاتا ہے۔ جو لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کا مصداق ہو اور دنیا کو موجودہ اقتصادی، معاشی اور تمدنی بے اطمینانی۔ فساد اور بے راہ روی سے نجات دلانے کا مدعی ہو۔

چہارم:۔ پاکستان کو اس پہلو سے دنیا میں عموماً اور مسلمان ممالک میں خصوصاً اوّلیت حاصل ہوجاتی ہے۔ اور وہ دنیا کے رہنما ممالک کی صفِ اوّل میں شمار ہونے لگتا ہے۔

پنجم:۔ اسلامی ممالک کے مابین ایک مشترک اقتصادی نظام کی صورت میں ایک ایسا مضبوط رشتہ وحدت قائم ہوجاتا ہے جس کی بنیادیں حقیقی اور ٹھوس ہیں اور محض خیالی بھائی چارہ پر منحصر نہیں۔

قال اللہ

معارف القرآن

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ (سب) کو جانتا ہے۔

تفسیر:۔ اب ایک اور دلیل دیتا ہے کہ کیوں انسان یا ان کے معبودانِ باطلہ ہدایت کا سامان بہم نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالےٰ ہی ایسا کر سکتا ہے فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ ظاہر اور مخفی طاقتوں کو جانتا ہے ان شبہات کو بھی جانتا ہے جن کو تم بیان کرتے ہو اور ان کو بھی جن کو تم چھپاتے ہو۔ پس ہدایت کا کام بھی وہی کر سکتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انسانی ہدایت کے لئے دو امور کا ہونا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ انسانی فطرت کی گہرائیوں سے کامل واقفیت ہو کیونکہ جب تک ظاہری اور باطنی قوتوں کا علم نہ ہو۔ صحیح راہنمائی نہیں کی جا سکتی۔ اور ساری قوتوں کے نشوونما کا سامان نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ضروری ہے کہ دلوں کے خیالات کا علم ہو۔ کیونکہ ہزاروں لاکھوں انسان اپنی قوم کے ڈر سے اپنے دلی شبہات بیان نہیں کر سکتے۔ پھر جب ان کی مرض کا علم نہ ہو تو علاج کرنے والا علاج کس طرح کر سکتا ہے مثلاً اس زمانہ میں سینکڑوں تعلیم یافتہ ہیں جو در حقیقت الہام کے وجود سے منکر ہیں۔ اگر ان کے سامنے الہام جاری ہونے کا مسئلہ پیش کیا جائے۔ تو وہ قوم کے ڈر سے یہ تو نہیں کہتے کہ الہام کا وجود ہی کوئی نہیں اور سب مدعیان الہام جھوٹے تھے یا دھوکہ خوردہ پس اس کے بجائے وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ قرآن کے بعد الہام کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح نئی تعلیم کے دلدادوں میں سے ہزاروں لاکھوں کو اللہ تعالےٰ پر اعتقاد نہیں مگر جب ان سے خدا تعالیٰ کے متعلق بات کی جائے تو یہ کبھی نہ کہیں گے کہ خدا تعالےٰ نہیں ہے بلکہ دوسری قسم کی باتیں کریں گے کہ خدا تعالیٰ تو ہے مگر اسے کیا ضرورت ہے کہ دنیا کے معاملات میں دخل دے۔ پس دل میں نیکی پیدا کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ خوش ہو جائے گا۔ غرض تصوف کے جھوٹے مسائل کی آڑ لیکر وہ خدا تعالےٰ کی اطاعت کے جوئے سے آزاد ہونا چاہیں گے۔ مگر قوم کے ڈر سے یہ ظاہر نہ ہونے دیں گے کہ در حقیقت وہ اللہ تعالےٰ کے وجود سے بھی منکر ہیں۔ اب اس قسم کے دلی شبہات کو اگر مصلح نہیں جانتا تو وہ ان امور کے متعلق دلائل دیتا رہے گا۔ جو اصل میں خرابی کا موجب نہیں بلکہ دھوکہ دینے کے لئے صرف منہ سے بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن جو دل کے عیب کا واقف ہے وہ منہ کی باتوں کو نظر انداز کر کے اس شبہ کے ازالہ پر زور دیگا جو دل میں چھپایا گیا ہے اور اصلاح میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور دل کی باتوں کا علم چونکہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے جس طرح صرف وہی انسانی قوتوں کا مکمل علم رکھتا ہے اس لئے ہدایت نامہ بھیجنا بھی اس کے شایان شان ہے اور اس کا بھیجا ہوا ہدایت نامہ دنیا کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۴۵)

قال الرسول

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَا فُلَانُ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَقُلْ: اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ، وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَرَھْبَةً اِلَیْكَ۔ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ، فَاِنَّكَ اِنْ مُتَّ مِنْ لَیْلَتِكَ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَیْرًا، وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَیْمَنِ وَقُلْ وَذَکَرَ نَحْوَہٗ ثُمَّ قَالَ وَاجْعَلْھُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ

(مسلم کتاب الذکر)

ترجمہ:۔ حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔ اے میاں! جب تم اپنے بستر پر آرام کرنے کے لئے آؤ۔ تو یہ دعا کرو۔ اے میرے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی۔ مَیں نے اپنا رُخ تیری طرف پھیر لیا۔ مَیں نے اپنا سب کچھ تیرے سپرد کر دیا۔ میری پشت پناہ تو ہی ہے۔ تیری طرف رغبت رکھتا ہوں۔ اور تجھ سے ڈرتا ہوں نہ کوئی جائے پناہ ہے نہ کوئی جائے نجات مگر تو ہی۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا۔ جو تو نے نازل کی اور تیرے اس نبی کو مانا۔ جس کو تو نے بھیجا۔ یہ دعا سکھانے کے بعد حضور نے فرمایا۔ اگر تو یہ دعا پڑھ کر سویا اور اسی رات فوت ہوگیا تو فطرت صحیحہ پر تیری وفات ہوگی۔ اور اگر صبح زندہ اٹھا تو نیکی اور بھلائی تیرے مقدر میں ہوگی۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تو بستر پر لیٹنے لگے۔ تو پہلے وضو کر۔ جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔ پھر دائیں پہلو پر لیٹ جا اور پھر یہ دعا پڑھ۔ یہ سب سے آخر میں ہو اس کے بعد کوئی بات چیت نہ کی جائے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"آپ کے مبارک ناموں میں سِر یہ ہے کہ محمدؐ اور احمدؐ جو دو نام ہیں ان میں دو جُداجُدا کمال ہیں۔ محمدؐ کا نام جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے جو نہایت درجہ تعریف کیا گیا ہے۔ اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے۔ کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے۔ پس اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے۔ مگر احمدؐ کا نام اپنے اندر عاشقانہ رنگ رکھتا ہے کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے۔ وہ اپنے محبوب اور معشوق کی تعریف کرتا ہے۔ اس لئے جیسے محمدؐ محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح احمدؐ عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے۔ اس میں ایک سِر یہ تھا کہ آپؐ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر کر دی گئی۔ ایک تو مکّی زندگی ہے جو ۱۳ برس کے زمانہ کی ہے۔ اور دوسری وہ زندگی جو مدنی زندگی ہے۔ اور وہ دس برس کی ہے۔ مکّہ کی زندگی میں اسم احمدؐ کی تجلّی تھی اس وقت آپ کی دن رات خدا تعالیٰ کے حضور گریہ و بکا اور طلب استعانت اور دعا میں گذرتی تھی۔ اگر کوئی شخص آپؐ کی زندگی کے بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو۔ تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ جو تضرّع اور زاری آپؐ نے اس مکّی زندگی میں کی ہے۔ وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں کبھی نہیں کی اور نہ کر سکے گا۔ پھر آپ کی تضرّع اپنے لئے نہ تھی۔ بلکہ یہ تضرّع دنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا نام و نشان چونکہ مٹ چکا تھا۔ اور آپؐ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ میں ایمان رکھ کر ایک لذّت اور ایک سرور آچکا تھا اور فطرتاً دنیا کو اس لذّت اور محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے ادھر دنیا کی حالت کو دیکھتے تھے۔ تو ان کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقع ہو چکی تھیں اور بڑے مشکلات اور مصائب کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی اس حالت پر آپ گریہ و زاری کرتے تھے۔ اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

یہ آپؐ کی متضرعانہ زندگی تھی اور اسم احمدؐ کا ظہور تھا۔ اس وقت آپؐ ایک عظیم الشان توجہ میں پڑے ہوئے تھے۔ اس توجہ کا ظہور مدنی زندگی اور اسم محمدؐ کی تجلّی کے وقت ہوا۔ جیسا کہ اس آیت سے پتہ لگتا ہے

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۷۸-۱۷۹)

خدّام الاحمدیّہ کی ذمّہ داریاں

حضرت المصلح الموعودؓ کے الفاظ میں

"ہماری جماعت کو نیکی۔ تقویٰ۔ عبادت گزاری۔ دیانت۔ راستی اور عدل اور انصاف میں ایسی ترقی کرنی چاہیئے۔ کہ نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی اس کا اعتراف کریں اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے مَیں نے خدام الاحمدیہ انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ کی تحریکات جاری کی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ جنوری ۱۹۴۳ء الفضل ۱۲ فروری ۱۹۴۳ء)

"مَیں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اتنے اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کریں کہ نسلاً بعد نسلٍ اسلام کی روح زندہ رہے۔ اسلام اپنی ذات میں تو کامل مذہب ہے۔ لیکن اعلیٰ سے اعلیٰ شربت کے لئے بھی گلاس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح اسلام کی روح کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے گلاس کی ضرورت ہے۔ اور ہمارے خدام الاحمدیہ وہ گلاس ہیں۔ جن میں اسلام کی روح کو قائم رکھا جائے گا۔ اور ان کے ذریعہ اس کو دوسروں تک پہنچایا جائے گا۔"

(فرمودہ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۵۵ء مطبوعہ الفضل مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۵ء)

"تم نمازوں اور دعاؤں میں ترقی کرو۔ اور نہ صرف خود ترقی کرو۔ بلکہ ہر شخص اپنے ہمسایہ کو دیکھے اور اس کی نگرانی کرے۔ تاکہ ساری جماعت اس کام میں لگ جائے۔ تم حسد کی عادت پیدا نہ کرو بلکہ آپس میں تعاون کی رُوح پیدا کرو۔"

(الفضل ۱۸ ۱۰/۶۱)

"جب رات اور دن ہم میں سے ہر شخص اس طرف متوجہ نہ ہو۔ کہ ہمارا ہر فرد خواہ وُہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ بچہ ہو یا جوان۔ نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرے۔ اور کوئی ایک نماز بھی نہ چھوڑے۔ اس وقت تک ہم کبھی بھی اپنے اندر جماعتی روحانیت قائم نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ ۵/۴۲ مطبوعہ الفضل ۱۷ ۵/۴۲)

"خدام کو توجّہ دلاتا ہوں کہ وہ نوجوانوں میں ذکرِ الٰہی۔ نمازوں کی پابندی اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنے اور تہجد پڑھنے کی عادت ڈالیں۔"

(فرمودہ ۲۳ ۶/۴۴ مطبوعہ الفضل ۷ ۶/۴۴)

"پس اصل چیز ذکرِ الٰہی خدا تعالیٰ کی محبت اور مساجد کے ساتھ تعلق ہے خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ نوجوانوں میں یہ باتیں پیدا کرنے کی کوشش کریں ان پر ذکرِ الٰہی کی اہمیت واضح کریں انکے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں۔ اور انہیں مساجد میں زیادہ وقت صرف کرنے کی عادت ڈالیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ ۹/۴۲ مطبوعہ الفضل ۱۷ ۹/۴۲)

اسلام کا اقتصادی نظام

(نوٹ:۔ ذیل میں ہم حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تقریر "اسلام کا اقتصادی نظام" سے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلام انفرادی آزادی کو ملحوظ رکھتا ہے اور ناجائز طریق سے دولت کے حصول کا سدباب کرتا ہے اور اگر جائز طریق سے کمانے کے بعد دولت جمع ہو بھی جاتی ہے تو بعض ایسی روکیں پیدا کرتا ہے جن سے حد سے زائد روپیہ جمع نہیں ہو سکتا۔ (ادارہ)

اسلام کے اقتصادی نظام میں انفرادی آزادی کو ملحوظ رکھنا

اس مسئلہ کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ اسلام سب سے زیادہ حیات بعد الموت کا قائل ہے۔ اس لئے اسلام مصر ہے اس بات پر کہ اقتصادیات میں انفرادی آزادی کو زیادہ سے زیادہ قائم رکھا جائے۔ کیونکہ وہ جتنا زیادہ آزاد ہو گا۔ اسی قدر زیادہ اپنی مرضی سے کام کر کے اگلے جہان کی زندگی کو سدھار سکے گا۔ اگر زندگی کے ہر پہلو کو مختلف قسم کے جالوں میں جکڑ دیا گیا۔ تو وہ کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکے گا۔ اور جب کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کر سکے گا۔ تو اسے اگلے جہان میں کسی ثواب کی بھی امید نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ ثواب ملتا ہے طوعی نیک کاموں پر۔ اگر ایک شخص جبر کے ماتحت کوئی کام کرتا ہے تو گو وہ کام کیسا ہی اچھا ہو جب اگلے جہان میں اعمال کی جزا کا وقت آئے گا تو اسے کہا جائے گا کہ یہ کام تم نے نہیں کیا۔ لینن نے کیا ہے۔ یہ کام تم نے نہیں کیا۔ سٹالن نے کیا ہے۔ یہ کام تم نے نہیں کیا۔ انگریزوں نے کیا ہے غرض جتنے کام انسان جبر کے ماتحت کرتا ہے اس میں وہ کسی اجر کا مستحق نہیں ہوتا۔ پس ایک سچے مسلمان کو جو اپنے مذہب کی بنیاد کو سمجھتا ہے حریت شخصی کے مٹا دینے کا قائل کرنا ناممکن ہے۔ اسی صورت میں وہ اس امر کو تسلیم کریگا جب وہ اپنے مذہب کی بنیاد کا ہی انکار کر دے گا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو مسلمان کہلاتا ہو وہ اسلام کی تعلیم سے غافل ہو جائے۔ اور وہ اس تعلیم کا قائل ہی نہ رہے جو اسلام نے اقتصادیات کے متعلق دی ہے۔ مگر جو شخص اسلام کی تعلیم پر یقین رکھتا ہو۔ جو اس کے اقتصادی نظریات کو جزو ایمان قرار دیتا ہو وہ کبھی بھی حریت شخصی کو اصولی طور پر مٹا دینے کا قائل نہیں ہو سکتا۔

اسلامی اقتصاد کا لبّ لباب

پس اسلامی اقتصاد نام ہے فردی آزادی اور حکومتی تداخل کے ایک مناسب اختلاط کا یعنی اسلام دنیا کے سامنے جو اقتصادی نظام پیش کرتا ہے اس میں ایک حد تک حکومت کی دخل اندازی بھی رکھی گئی ہے۔ اور ایک حد تک افراد کو بھی آزادی دی گئی ہے ان دونوں کے مناسب اختلاط

کا نام اسلامی اقتصاد ہے فردی آزادی اس لئے رکھی گئی ہے تا کہ افراد آخرت کا سرمایہ اپنے لئے جمع کر لیں۔ اور ان کے اندر تسابق اور مقابلہ کی روح ترقی کرے۔ اور حکومت کا تداخل اس لئے رکھا گیا ہے۔ کہ امراء کو یہ موقعہ نہ ملے۔ کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کو اقتصادی طور پر تباہ کر دیں۔ گویا جہاں تک بنی نوع انسان کو تباہی سے محفوظ رکھنے کا سوال ہے حکومت کی دخل اندازی ضروری سمجھی گئی ہے۔ اور جہاں تک تسابق اور اخروی زندگی کے لئے زاد جمع کرنے کا سوال ہے۔ حریت شخصی کو قائم رکھا گیا ہے۔ اور فردی آزادی کو کچلنے کی بجائے اس کی پوری کی پوری حفاظت کی گئی ہے۔ پس اسلامی اقتصادیات میں فردی آزادی کی بھی پوری حفاظت کی گئی ہے۔ تاکہ انسان طوعی خدمات کے ذریعہ سے آئندہ کی زندگی کے لئے سامان بہم پہنچا سکے اور تسابق کی روح ترقی پاکر ذہنی ترقی کے میدان کو ہمیشہ کے لئے وسیع کرتی چلی جائے۔ اور حکومت کا دخل بھی قائم رکھا گیا ہے۔ تاکہ فرد کی کمزوری کی وجہ سے اقتصادیات کی بنیاد ظلم بے انصافی پر قائم نہ ہو جائے اور بنی نوع انسان کے کسی حصہ کے راستہ میں روک نہ بن جائے۔

اس مضمون کے سمجھ لینے کے بعد یہ سمجھ لینا آسان ہے کہ اسلام خصوصاً اور دیگر مذاہب عموماً جو بعث بعد الموت کے قائل ہیں اس مسئلہ پر خالص اقتصادی نقطۂ نگاہ سے نہیں بلکہ مذہبی، اخلاقی اور اقتصادی تینوں نقطہ ہائے نگاہ سے نظر کریں گے اور ان تینوں اصولوں کی مشترک راہنمائی سے اس کا فیصلہ کریں گے۔ ان سے خالص اقتصادی نقطۂ نگاہ سے نظر ڈالنے کی امید ان کے مذہب میں تداخل کے برابر ہو گی جسے وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ شخص جو مذہب کو نہیں مانتا۔ وہ تو بیشک صرف اقتصادی نقطۂ نگاہ سے اس مضمون کو دیکھے گا۔ لیکن وہ شخص جو مذہب کو مانتا ہے۔ وہ صرف یہ نہیں دیکھے گا کہ کس قسم کا اقتصادی نقطۂ نگاہ اس کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ بلکہ وہ یہ بھی چاہے گا کہ اس کے سامنے ایک ایسا طریق عمل آجائے۔ جو اقتصادی قانون کے لحاظ سے بھی درست ہو۔ اخلاقی قانون کے لحاظ سے بھی درست ہو۔ اور مذہبی قانون کے لحاظ سے بھی درست ہو۔

اسلام میں ناجائز طور پر روپیہ کے حصول کا سدِّباب

سُود کی ممانعت اوّل اسلام نے سُود پر روپیہ لینے اور دینے سے منع کر دیا ہے۔ اور اس طرح تجارت کو محدود کر دیا۔ تعجب کی بات ہے کہ عام طور پر ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ ایک طرف تو کمیونزم کے اصول کا دلدادہ ہے دوسری طرف سود کی بھی تائید کرتا نظر آتا ہے۔ حالانکہ دنیا کی اقتصادی تباہی کا سب سے بڑا موجب ہی سود ہے سود کے ذریعے ایک ہوشیار اور عقلمند تاجر کروڑوں روپیہ لے لیتا ہے۔ اور پھر اس روپیہ کے ذریعہ دنیا کی تجارت پر قبضہ کر لیتا ہے۔ بڑے بڑے کارخانے قائم کر لیتا ہے۔ اور ہزاروں ہزار لوگوں کو ہمیشہ کی غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اگر دنیا کے مالداروں کی فہرست بنائی جائے تو اکثر مالدار وہی نکلیں گے۔ جنہوں نے سود کے ذریعہ ترقی کی ہو گی۔ پہلے وہ دو چار ہزار روپیہ کے سرمایہ

کام شروع کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ وہ اتنی ساکھ پیدا کر لیتے ہیں کہ بڑے بڑے بنکوں سے لاکھوں روپیہ قرض یا اوور ڈرافٹ (OVER DRAFT) کے طور پر نکلوا لیتے ہیں۔ اور چند سالوں میں ہی لاکھوں سے کروڑوں روپیہ پیدا کر لیتے ہیں یا ایک شخص معمولی سرمایہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ مگر اس کا دماغ اچھا ہوتا ہے۔ وہ کسی بنک کے سیکرٹری سے دوستی پیدا کر کے اس سے ضرورت کے مطابق لاکھ دو لاکھ یا چار لاکھ روپیہ لے لیتا ہے۔ اور چند سالوں میں ہی اس سے کئی گنا منافع کما کر وہ کروڑپتی بن جاتا ہے۔ غرض جس قدر بڑے بڑے مالدار دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے حالات پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں اپنی خالص کمائی سے بڑھنے والا شاید سو میں سے کوئی ایک ہی ہوگا۔ باقی ننانوے فیصدی ایسے ہی مالدار نظر آئیں گے جنہوں نے سود پر بنکوں سے روپیہ لیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں ہی اپنے اعلیٰ دماغ کی وجہ سے کروڑپتی بن گئے اور لوگوں پر اپنا رعب قائم کر لیا۔ پس سود دنیا کی اقتصادی تباہی کا ایک بہت بڑا ذریعہ اور غرباء کی ترقی کے راستہ میں ایک بہت بڑی روک ہے جس کو دور کرنا بنی نوع انسان کا فرض ہے۔ اگر ان لوگوں کو سود کے ذریعہ بنکوں میں سے آسانی کے ساتھ روپیہ نہ ملتا۔ تو دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوتی۔ یا تو وہ دوسرے لوگوں کو اپنی تجارت میں شامل کرنے پر مجبور ہوتے اور یا پھر اپنی تجارت کو اس قدر بڑھا نہ سکتے۔ کہ بعد میں آنے والوں کے لئے روک بن جاتے اور ٹرسٹ وغیرہ قائم کر کے لوگوں کے لئے ترقی کا راستہ بالکل بند کر دیتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ مال ملک میں مناسب تناسب کے ساتھ تقسیم ہوتا۔ اور خاص خاص لوگوں کے پاس حد سے زیادہ روپیہ جمع نہ ہوتا۔ جو اقتصادی ترقی کے لئے سخت خطرناک اور ضرر رساں چیز ہے۔ مگر افسوس ہے کہ لوگ سود کے ان نقصانات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود جس طرح مکڑی اپنے اردگرد جالا تنتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ سود کے جال میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔ اور اس بات پر ذرا بھی غور نہیں کرتے کہ ان کے اس طریق کا ملک اور قوم کے لئے کیسا خطرناک نتیجہ نکلے گا۔ اور اس الزام سے کمیونزم کے حامی بھی بری نہیں۔ وہ بھی اس جڑ کو جو سرمایہ داری کا درخت پیدا کرتی ہے نہ صرف یہ کہ کاٹتے نہیں بلکہ وہ اُسے برا بھی نہیں کہتے۔ ہزاروں لاکھوں کمیونسٹ دنیا میں ملیں گے۔ جو سود لیتے ہیں۔ اور اس طرح بالواسطہ سرمایہ داری کی جڑیں مضبوط کرنے میں مدد کر رہے ہیں۔

اسلام میں مال کی قیمت گرانے کی ممانعت

اس کے علاوہ اسلام نے قیمت کو ناجائز حد تک گرانے سے بھی منع کیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ قیمت کا گرانا بھی ناجائز مال کمانے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ طاقتور تاجر اس ذریعہ سے کمزور تاجروں کو تھوڑی قیمت پر مال فروخت کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور ان کا دیوالہ نکلوانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ آپ بازار کا دورہ کر رہے تھے کہ ایک باہر سے آئے ہوئے شخص کو دیکھا کہ وہ خشک انگور نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کر رہا تھا جس قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ یا تو اپنا مال

منڈی سے اٹھا کر لے جائے یا پھر اسی قیمت پر فروخت کرے جس مناسب قیمت پر مدینہ کے تاجر فروخت کر رہے تھے جب آپ سے اس حکم کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ اگر اس طرح فروخت کرنے کی اسے اجازت دی گئی تو مدینہ کے تاجروں کو جو مناسب قیمت پر مال فروخت کر رہے ہیں نقصان پہنچے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض صحابہؓ نے حضرت عمرؓ کے اس فعل کے خلاف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پیش کیا کہ منڈی کے بھاؤ میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔ مگر ان کا یہ اعتراض درست نہ تھا کیونکہ منڈی کے بھاؤ میں دخل دینے کے یہ معنے ہیں کہ پیداوار اور مانگ یعنی Supply and Demand کے اصول میں دخل دیا جائے۔ اور ایسا کرنا بے شک نقصان دہ ہے اور اس سے حکومت کو بچنا چاہیئے۔ ورنہ عوام کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ اور تاجر تباہ ہو جائیں گے ہم نے قریب زمانہ میں ہی اس کا تجربہ کیا ہے۔ جب حکومت نے جنگ کی وجہ سے گندم کی فروخت کی ایک ہی قیمت مقرر کر دی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصلی تجارت بالکل رک گئی۔ کیونکہ کوئی عقلمند یہ امید نہیں کر سکتا کہ تاجر اس قیمت پر خرید کر اسی قیمت پر فروخت کر سکے گا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گندم کی باقاعدہ تجارت بالکل بند ہو گئی اور مقررہ قیمت چھ روپے کی جگہ سولہ روپیہ فی من تک گندم کی قیمت پہنچ گئی۔ لوگ گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے اپنے بیوی بچوں کو فاقوں سے نہیں مار سکتے تھے، وہ ہر قیمت پر گندم خریدتے تھے۔ اور چونکہ گندم پر زندگی کا انحصار ہے وہ ان تاجروں کی رپورٹ کرنے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ جو بلیک مارکیٹ ریٹس پر ان کو گندم دیتے تھے میں نے اس کے خلاف کئی ماہ پہلے گورنمنٹ کو توجہ دلائی تھی۔ کہ ان کے اس قانون کا خطرناک نتیجہ نکلے گا۔ مگر حکومت نے اس پر کان نہ دھرے اور آخر سخت ہنگامہ اور شور کے بعد معقول طریق اختیار کیا۔ پہلے قانون کی وجہ کو زمینداروں کی خدمت بتائی گئی تھی مگر نتیجہ الٹ نکلا۔ زمیندار لٹ گئے اور تاجر کئی گنے زیادہ قیمت حاصل کر گئے۔

غرض ناواجب طور پر منڈی کے بھاؤ میں دخل دینے اور پیداوار اور مانگ کے اصول کو نظر انداز کرنے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ ورنہ ناواجب بھاؤ میں خواہ وہ قیمت کی زیادتی کے متعلق ہو خواہ قیمت کی کمی کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ احتکار سے روکنا جو احادیث سے ثابت ہے اس امر کا یقینی ثبوت ہے۔ کیونکہ احتکار سے روکنے کی غرض یہی ہے کہ ناجائز طور پر بھاؤ کو بڑھایا نہ جائے اور یہ منافی یقیناً منڈی کے بھاؤ میں دخل دینا ہے۔ مگر جائز دخل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منڈی کے بھاؤ میں دخل اندازی سے منع کیا تھا تو ناجائز دخل اندازی سے منع کیا تھا اصول اقتصادیات کے ماتحت دخل اندازی سے منع نہیں فرمایا تھا۔ اور حضرت عمرؓ کا فعل عین مطابق شریعت اور اسلام کے ایک زبردست قول کو ظاہر کرنے والا تھا۔

خلاصہ یہ کہ یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں۔ جن کے ذریعہ لوگ ناجائز طور پر دولت اپنے قبضہ میں کر لیا کرتے ہیں اس لئے اسلام نے ان تینوں چیزوں سے روک دیا ہے۔ اور اس طرح ناجائز اور حد سے زیادہ دولت کے اجتماع کے

راستہ کو بند کر دیا ہے۔

حد سے زائد روپیہ کے جمع ہونے کے راستہ میں مزید روکیں

مگر چونکہ پھر بھی بعض لوگ ذہانت اور ہوشیاری کی وجہ سے ناجائز حد تک روپیہ کما سکتے تھے۔ اور ہو سکتا تھا کہ ان تمام ہدایات اور قیود اور پابندیوں کے باوجود بعض لوگوں کے پاس حد سے زیادہ روپیہ جمع ہو جائے اور غرباء کو نقصان پہنچ جائے۔ اس لئے اسلام نے اس کا علاج مندرجہ ذیل ذرائع سے کیا:۔

زکوٰۃ

اوّل زکوٰۃ کا حکم دیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس قدر جائیداد کسی انسان کے پاس سونے چاندی کے سکوں یا اموالِ تجارت وغیرہ کی قسم میں سے ہو۔ اور اس پر ایک سال گذر چکا ہو۔ حکومت اس سے اندازاً اڑھائی فیصدی سالانہ ٹیکس لے لیا کرے گی۔ جو ملک کے غرباء اور مساکین کی بہبودی پر خرچ کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص کے پاس چالیس روپے جمع ہوں۔ اور ان چالیس روپوں پر ایک سال گذر جائے۔ تو اس کے بعد لازماً اُسے اپنے جمع کردہ مال میں سے ایک روپیہ حکومت کو بطور زکوٰۃ ادا کرنا پڑے گا۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ انکم ٹیکس نہیں جو آمد پر ادا کیا جاتا ہو بلکہ زکوٰۃ جمع کئے ہوئے مال پر کیپیٹل ٹیکس ہے۔ جو غرباء کی بہبودی کے لئے لیا جاتا ہے۔ اور زکوٰۃ ہر قسم کے مال پر واجب ہوتی ہے۔ خواہ سکّے ہوں یا جانور ہوں یا غلّہ ہو یا زیور ہو یا کوئی دوسرا تجارتی مال ہو۔ صرف سونے چاندی کے وہ زیور جو عام طور پر عورتوں کے استعمال میں رہتے ہوں۔ اور غرباء کو بھی کبھی کبھی عاریتہً دیئے جاتے ہوں۔ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ زیورات خود تو عام طور پر استعمال کئے جاتے ہوں اور غرباء کو عاریتہً نہ دیئے جاتے ہوں۔ تو اس صورت میں ان کی زکوٰۃ ادا کرنا بھی فقہائے اسلام زیادہ مناسب قرار دیتے ہیں۔ اور جو زیور عام طور پر استعمال میں نہ آتے ہوں ان پر زکوٰۃ ادا کرنا تو نہایت ضروری ہے اور اسلام میں اس کا سختی سے حکم پایا جاتا ہے۔ یہ زکوٰۃ جب تک کسی کے پاس مال بقدر نصاب باقی ہو ہر سال ادا کرنی ضروری ہوتی ہے۔ اور نہ صرف سرمایہ پر بلکہ سرمایہ اور نفع دونوں کے مجموعہ پر ادا کرنی ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص اوپر بیان کردہ تمام قیود اور پابندیوں کے باوجود کچھ روپیہ پس انداز کر لے۔ تو اسلامی حکومت اس ذریعہ سے ہر سال اس سے ٹیکس وصول کرتی چلی جائے گی کیونکہ اسلامی نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ امراء کی دولت میں غرباء کے حقوق اور ان کی محنت بھی شامل ہے۔ اس لئے ایک ایسا قاعدہ مقرر کر دیا گیا ہے جس کے مطابق ہر سال زکوٰۃ کے ذریعہ سے غرباء کا حق امراء سے لے لیا جائے گا۔

خمس

دوسری وجہ جس سے بعض لوگوں کے ہاتھ میں حد سے زیادہ مال جمع ہو جاتا ہے۔ کانوں کی دریافت ہے۔ اسلام نے اس نقص کا علاج یہ کیا کہ اس نے کانوں میں حکومت کا خمس حق مقرر کر دیا ہے۔ یہ پانچواں حصہ تو اس مال میں سے ہے جو کان سے نکالا جاتا ہے۔ خواہ اس پر سال چھوڑ ایک ماہ بھی نہ گذرا ہو۔ اس کے علاوہ کانوں کے مالک جو اپنے حصہ کے نفع میں سے پس انداز کریں۔ اور اس پر ایک سال گذر جائے اس پر زکوٰۃ الگ لگے گی اور

سال بسال گھٹتی چلی جائے گی گویا اس طرح حکومت کانوں میں بھی حصہ دار ہو جاتی ہے۔ اور کانوں کے مالک جو روپیہ اپنے حصہ میں سے بچاتے ہیں ان سے بھی ہر سال غرباء کی ترقی کے لئے ایک مقررہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے جب بھی کسی کے جمع کردہ مال پر ایک سال گذر جائے گا۔ حکومت کے افراد اس کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ لاؤ جی غرباء کا حق ہمیں دے دو۔

طوعی صدقہ تیسرے اسلام نے طوعی صدقہ رکھا ہے۔ چنانچہ اسلام کا حکم ہے۔ کہ ہر شخص کو صدقہ و خیرات کے طور پر یتیموں، غریبوں اور مسکینوں کی خبر گیری اور ان کی پرورش کے لئے کچھ نہ کچھ مال ہمیشہ خرچ کرتے رہنا چاہیئے۔ یہ حکم بھی ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے کسی شخص کے پاس زیادہ دولت جمع نہیں رہ سکتی۔

ورثہ کی تقسیم اگر ان تمام طریقوں سے کام لینے کے باوجود پھر بھی کسی انسان کے پاس کچھ مال بچ جائے۔ اور وہ اپنی جائیداد بنالے تو اس کے مرنے کے معًا بعد شریعت اس کی تمام جائیداد کو اس کے خاندان میں تقسیم کرا دے گی۔ چنانچہ ورثہ کا حکم شریعت میں اسی غرض کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ کہ کوئی شخص اپنی جائیداد کسی ایک شخص کو نہ دے جائے۔ بلکہ وہ اس کے ورثاء میں تقسیم ہو جائے۔ شریعت نے اس تقسیم میں اولاد کا بھی حق رکھا ہے۔ ماں باپ کا بھی حق رکھا ہے۔ بیوی کا بھی حق رکھا ہے۔ خاوند کا بھی حق رکھا ہے۔ اور بعض حالتوں میں بھائیوں اور بہنوں کا بھی حق رکھا ہے۔ قرآن کریم نے صاف طور پر حکم دیا ہے۔ کہ کسی شخص کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اس تقسیم کو بدل سکے۔ یا کسی ایک رشتہ دار کو اپنی تمام جائیداد سپرد کر جائے۔ اس کی جس قدر جائیداد ہوگی۔ شریعت جبراً اس کے تمام رشتہ داروں میں تقسیم کرا دے گی۔ اور ہر ایک کو وہ حصہ دے گی۔ جو قرآن کریم میں اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ تعجب ہے کہ جہاں دنیا سود کی تائید میں ہے۔ حالانکہ وہ دنیا کی بے جوڑ مالی تقسیم کا بڑا موجب ہے۔ وہاں لوگ جبری ورثہ کے بھی اکثر مخالف ہیں۔ اور اس امر کی اجازت دیتے ہیں کہ ایک ہی لڑکے کو مرنے والا اپنا مال دے جائے۔ حالانکہ اس سسٹم سے دولت ایک خاندان میں غیر محدود وقت تک جمع چلی جاتی ہے۔ لیکن اسلامی اصولِ وراثت کے مطابق جائداد خواہ کتنی بڑی ہو تھوڑے ہی عرصہ میں اولاد در اولاد میں تقسیم ہو کر مالدار سے مالدار خاندان عام لوگوں کی سطح پر آجاتا ہے۔ اور اس حکم کے نتیجہ میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہوسکتا۔ جس کی بڑی سے بڑی جائیداد یا بڑی سے بڑی دولت تین چار نسلوں سے آگے بڑھ سکے۔ وہ بمشکل تین چار نسلوں تک پہنچے گی۔ اور پھر سب کی سب ختم ہو جائے گی اور آئندہ نسل کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوگی کہ وہ اپنے لئے اور جائیداد پیدا کرے۔ یورپ اور امریکہ میں بڑے بڑے مالدار اور لارڈز اسی لئے ہیں کہ انگلستان میں یہ قانون ہے کہ جائیداد کا مالک صرف ایک بیٹا ہوتا ہے۔ اور امریکہ میں اجازت ہے کہ باپ اپنی جائیداد چاہے تو صرف ایک بیٹے کو دے جائے۔ باقی ماں باپ بھائی بہنیں خاوند بیوی سب محروم رہتے ہیں یا رکھے

جا سکتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ وہاں بڑے بڑے مالدار یہ وصیت کر جاتے ہیں۔ کہ ہماری دس لاکھ کی جائیداد ہے اس میں سے ایک لاکھ تو دوسرے رشتہ داروں کو دیدیا جائے۔ اور نو لاکھ بڑے لڑکے کو دے دیا جائے۔ اسلام کہتا ہے کہ یہ بالکل ناجائز ہے۔ تمہارے خاندان کی عظمت سوسائٹی کے فائدہ کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ہمیں اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ تمہارا خاندان ملک میں چوٹی کا خاندان سمجھا جاتا ہے۔ یا نہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ مال تقسیم در تقسیم ہوتا چلا جائے۔ تاکہ غرباء کو بڑے بڑے سرمایہ داروں کا مقابلہ نہ کرنا پڑے اور ان کے لئے ترقی کا راستہ دنیا میں کھلا رہے۔

غرض ایک طرف اسلام نے جذبات پر قابو پایا۔ اور ان تمام محرکات کو مسل دیا۔ جن کے نتیجہ میں انسان یہ چاہتا ہے۔ کہ اس کے پاس زیادہ سے زیادہ دولت جمع ہو۔ دوسری طرف اس نے بیہودہ اخراجات کو حکماً روک دیا۔ اور کہدیا کہ ہم ان اخراجات کی تمہیں اجازت نہیں دے سکتے۔ تیسری طرف روپیہ جمع کرنے کے تمام طریق جن میں یقینی نفع ہوا کرتا ہے۔ اس نے ناجائز قرار دے دیئے۔ چوتھی طرف زکوٰۃ اور طوعی صدقات وغیرہ کے احکام دے دیئے۔ اور اگر ان سب احکام کے باوجود پھر بھی کوئی شخص اپنی ذہانت و ہوشیاری کی وجہ سے کچھ زائد روپیہ کما لیتا ہے۔ اور خطرہ ہے کہ اس کا خاندان غرباء کے راستہ میں روک بن کر کھڑا ہو جائے۔ تو شریعت اس کے مرنے کے ساتھ ہی اس کی تمام جائیداد اس کے ورثاء میں تقسیم کر دیتی ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ایک کروڑ روپیہ ہے۔ اور اس کے دس بیٹے ہیں۔ تو اس کے مرنے کے بعد ہر ایک کو دس دس لاکھ روپیہ مل جائے گا۔ اور اگر پھر ان میں سے ہر ایک کے دس دس لڑکے ہوں۔ تو وہ دس لاکھ ایک ایک لاکھ میں تقسیم ہو جائے گا۔ اور تیسری نسل میں وہ دس دس ہزار روپیہ تک آ جائے گا۔ گویا زیادہ سے زیادہ تین چار نسلوں میں بڑے سے بڑے تاجر کا بھی تمام روپیہ ختم ہو جائے گا۔ اور ایک بلاک غرباء کے راستہ میں کبھی کھڑا نہیں ہوگا۔ تقسیم ورثہ صرف وقف کی صورت میں روکی جا سکتی ہے۔ مگر جس نے روپیہ کما کر غرباء اور رفاہِ عام کے لئے جائیداد وقف کر دینی ہو۔ وہ ناجائز طور پر روپیہ کمائے گا ہی کیوں۔

ان احکام پر اگر عمل کیا جائے تو لازماً جو روپیہ بھی زائد آئے گا۔ یا وہ حکومت کے پاس چلا جائے گا یا وہ لوگوں کے پاس چلا جائے گا۔ اور یا پھر اولاد میں بٹ جائے گا۔ بہرحال کوئی شخص امیر نہیں رہے گا۔ اگر کوئی خود امیر ہو تو کوئی خاندان ایسا نہیں رہے گا۔ جو مستقل طور پر اپنی خاندانی وجاہت یا اپنے خاندانی رعب کی وجہ سے ملک کے غرباء کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ سکے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے ان احکام پر پوری طرح عمل نہیں کیا۔ زکوٰۃ کا حکم موجود ہے۔ مگر وہ زکوٰۃ نہیں دیتے۔ اسراف کے تمام طریقوں کو ناجائز قرار دیا ہے۔ مگر وہ اسراف سے باز نہیں آتے۔ ورثہ کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر وہ ورثہ کے احکام پر عمل نہیں کرتے لیکن

پھر بھی چونکہ کچھ نہ کچھ عمل ہوتا ہے اس لئے اسلامی ممالک میں امیروں اور غریبوں کا وہ فرق نہیں ہے۔ جو دوسرے ممالک میں پایا جاتا ہے۔ مگر ان تدابیر سے بھی پورا علاج نہیں ہوتا۔ ہو سکتا تھا کہ جو روپیہ حکومت کے پاس آئے وہ پھر امراء ہی کی طرف منتقل ہو جائے۔ اور وہ دوبارہ اُسے اپنی طرف کھینچ لیں۔ قرآن کریم نے اس کا بھی علاج بتایا ہے۔ چنانچہ اس نے اس روپیہ پر جو حکومت کے پاس آئے کئی قسم کی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

حکومت کے روپیہ پر تصرف کردہ امراء کو طاقت دینے کے لئے خرچ نہ ہو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْلَا يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (الحشر ع۱)

فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اردگرد کی فتوحات کے ذریعہ جو روپیہ دیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کے رسولؐ کے لئے ہے۔ اور قرابت والوں کے لئے ہے اور یتامیٰ اور مساکین کے لئے ہے۔ اور ان مسافروں کے لئے ہے جو علوم پھیلانے اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے دنیا کے مختلف ممالک میں پھر رہے ہوتے ہیں۔ اور ہم نے یہ احکام تمہیں اس لئے دیئے ہیں۔ تاکہ یہ روپیہ پھر امیروں کے پاس نہ چلا جائے۔ اور انہیں کے حلقہ میں چکر نہ کھانے لگے۔ ان آیات پر غور کرو۔ اور دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے غرباء کے حقوق کی حفاظت کی ہے۔ اور اسلامی اقتصاد کی بنیادوں کو انتہائی طور پر مضبوط کر دیا ہے۔ فرماتا ہے ہم نے یہ اسلامی اقتصادی نظام اس لئے قائم کیا ہے تاکہ اقتصادی حالت کو کوئی دھکا نہ لگے۔ اگر ہم آزادی دے دیتے۔ اور اپنی طرف سے حقوق مقرر نہ کرتے۔ تو پھر یہ اموال امراء کی طرف منتقل ہو جاتے۔ اور غرباء ویسے ہی خستہ حال رہتے جیسے پہلے تھے۔ پس ہم نے یہ قانون بنا دیا ہے کہ وہ روپیہ جو حکومت کے قبضہ میں آئے پھر امیروں کے پاس ہی نہ چلا جائے۔ اس حکم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حکومت کے اموال کو غرباء اور ان لوگوں کے لئے جن کی ترقی کے راستہ میں روکیں حائل تھیں مخصوص کر دیا ہے۔

رپورٹ یوم مصلح موعودؓ:۔ جماعت احمدیہ نصرت آباد اسٹیٹ نے ۲۰ تبلیغ ہش ۱۳۴۸ یوم مصلح موعودؓ نہایت شان و شوکت سے منایا۔ سب سے پہلے اطفال نے مسجد کی صفائی کی پھر اطفال سے ہی نماز اور عام دینی معلومات کا امتحان لیا گیا۔ پھر ورزشی مقابلے ہوئے۔ شام کو گھروں میں چراغاں کیا گیا بعد نماز مغرب جلسہ منعقد کیا گیا جس میں پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ پڑھ کر سنائے گئے۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کے کارناموں پر تقاریر کی گئیں۔ آخر دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (قائد مجلس خدام الاحمدیہ نصرت آباد اسٹیٹ سندھ)

مکرم شیخ نصیر الدین صاحب ایم اے
سابق مبلغ نائیجیریا و سیرالیون

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ

قرآن شریف کی پیشگوئی

(نوٹ:۔ یہ مضمون مجلس ارشاد کے اجلاس میں مسجد مبارک میں پڑھا گیا تھا)

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ سورۃ تکویر کی دسویں آیت ہے اس آیت کے تحت جلالین۔ ابن جریر اور رازی وغیرہ کی تفاسیر کا لب لباب یہ ہے کہ نَشَرَ کسی لپیٹی ہوئی چیز کے کھلنے یا کھولے جانے کو کہتے ہیں اور الصُّحُفُ سے مراد اعمال کے صحیفے ہیں۔ جو انسان کے مرنے پر لپیٹ دیئے جاتے ہیں۔ ان کو میدان حشر میں کھولا جائے گا۔ تقریباً تمام مفسرین نے اس نبأ عظیم سے جس سے تیسواں پارہ شروع ہوتا ہے اور بعد کی سورتوں کی تمام پیشگوئیوں سے محض یوم حشر یا قیامت الکبریٰ مراد لیا ہے۔

قیامت کے لغوی معانی:۔

لیکن اگر لفظ قیامت کے عام و سادہ لغوی معنوں کو ہی دیکھا جائے۔ تو اس میں آخرت کے تصور کی نسبت قیام کا تصور نمایاں ہے یعنی اس میں کسی اہم وقت کے آغاز کے معنے پائے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ ایک زمانہ کے آغاز کو اس سے پہلے زمانہ کا اختتام لازم ہے لہٰذا دراصل قیامت سے مراد وہ گھڑی ہے جب ایک مخصوص دور کے اختتام پر ایک زبردست نئے دور کا آغاز ہو۔

نبی کی بعثت:۔

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر میں قیامت سے کسی نبی کی بعثت کا زمانہ بھی مراد لیا ہے۔ پس ان آیات میں اس گھڑی کی طرف اشارہ ہے جس میں ایک ایسے مامور کی بعثت ہو گی جو ایک زبردست دور کے آغاز پر ظاہر ہوگا۔ وہ قرآن شریف کی آیات اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی روشنی کو دنیا میں رونما ہونے والے آثار اور انقلابات پر ڈال کر ان کی حقانیت کو ثابت کرے گا۔

نظارہ:۔

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کا نظارہ اس وقت دنیا کے کسی گوشہ میں دکھائی نہیں دیتا۔ ہر طرف ہی صحیفوں اور اشاعتوں کا انبار نظر آتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہی منزل ہے۔ اور عین اسی جگہ پر

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی آیت چسپاں ہوتی ہے لیکن
کسی اور ایسے مقام پر پہنچکر سابقہ مقام بھول جاتا ہے اور
خیال آتا ہے کہ بس اب تو انتہا ہو گئی۔ اس سے بھی زیادہ
آخری آیت اور کس نظارہ پر چسپاں ہو گی کسی چھاپہ خانہ
کی ایک ہی مشین کے پاس کھڑے ہو جائیں تو محسوس ہوتا ہے
کہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کا قیامت خیز ہنگامہ شاید
یہاں ہی برپا ہوا ہے۔ اور اگر دنیا میں قائم شدہ تمام
پریسوں اور ان میں شائع ہونے والے صحیفوں کا تصوّر
کیا جائے تو اس آیت کی مزید تفسیر کی ضرورت ہی نہیں
رہتی۔

نشر:۔

لفظ نشر لازم اور متعدی دونوں طور پر استعمال
ہوتا ہے۔ اور الصُّحُف میں الف لام کے ذریعہ
تخصیص کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت کے معانی یہ ہیں
کہ اس وقت کو یاد رکھنا۔ اس کی اہمیت کو کبھی نظر انداز
نہ کرنا اور اس سے استفادہ کرنے سے کبھی محروم
نہ رہنا۔ جبکہ دنیا میں غیر معمولی اور خارق عادت طور پر
صحیفے پھیلیں گے اور پھیلائے جائیں گے اور بند شگوفوں
کی طرح کھلیں گے اور کھولے جائیں گے جب مُردہ صحیفے
اور ہزاروں سال پرانے زمین میں دبے ہوئے صحیفے
زندہ ہوں گے اور خود بخود زمین سے نکل کر باہر آنے شروع
ہو جائیں گے یا کھود کر نکالے جائیں گے اور ان پر لکھی
ہوئی مردہ زبانوں کو زندہ کیا جائے گا۔

بخت نصر اور مصر:۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں
لکھا ہے کہ بخت نصر کی لائبریریاں جو اینٹوں پر لکھی گئی تھیں
اس زمانہ میں زمین سے نکال لی گئی ہیں۔ اسی طرح مصر میں
فرعون موسیٰ سے پہلے کے آثار نکال کر ان کو پڑھا
جا رہا ہے اور مصریوں کی پرانی زبان جو ہیروگرافی کہلاتی
ہے۔ بالکل مٹ گئی تھی اس کا بھی پتہ لگا لیا گیا ہے۔
اسے پڑھ کر اب اس کے معانی کو سمجھ لیا جاتا ہے۔ اور
ان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہزاروں سال
قبل کی تاریخ کا علم ہوتا ہے۔

عیسیٰؑ:۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت۔ ان کی
زندگی اور انجام پر سے پریشان کن پردے اس زمانہ
میں ایک ایک کر کے ہٹنے شروع ہو گئے ہیں۔ گذشتہ
صدی کے آخر میں نیکولس نوٹووچ NICOLAS
NOTOVITCH جیسے سیاح نے اپنی کتاب THE
UNKNOWN LIFE OF JESUS CHRIST
کے ذریعہ یہ انکشاف کیا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی
وفات صلیب پر نہیں ہوئی وہ صلیب سے بچکر ہندوستان
آئے اور کشمیر میں وفات پائی اور H. SPENCER
LEWIS نے THE MYSTICAL LIFE OF
JESUS لکھ کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تمام زندگی
اور واقعہ صلیب سے تاریخی پردے ہٹا کر یہ ثابت کر دیا
کہ واقعہ صلیب سے قبل بھی آپ سفر کیا کرتے تھے۔ اور
صلیب سے زندہ بچنے کے بعد بھی انہوں نے ایک لمبا
سفر اختیار کیا۔

کپڑا:۔ جرمنی میں وہ کپڑا دریافت ہوا جس میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو واقعہ صلیب کے بعد لپیٹا گیا تھا۔ اس کپڑے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خون کے نشانات پر تحقیق کر کے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ آپ صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور واقعہ صلیب کے بعد بھی زندہ رہے۔ کیونکہ کپڑے پر ایک زندہ انسان کے خون کے نشانات ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹینکا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ تصاویر چھاپ دی گئی ہیں۔ جو مختلف زمانوں میں بنائی گئیں اور دنیا کے مختلف حصوں سے دستیاب ہوئیں اور جن میں ان کی ۳۲ سال کی عمر سے لے کر تقریباً ۱۲۰ سال تک کی عمر کی شبیہیں دکھائی گئی ہیں۔

۱۹۴۷ء کے موسم گرما میں ایک عرب چرواہا کسی چیز سے پاؤں کی ٹھوکر لگنے سے بحر مردار کے قریب ایک غار کے پاس گر پڑا۔ اسی غار سے لپٹی ہوئی دھات کی سی سطح پر لکھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل اور بعد کے نوشتے دستیاب ہوئے جس سے خود عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے متعلق تاریخی انکشافات ہوئے انہیں "Dead Sea Scrolls" کہتے ہیں۔

آسمانی علوم کے حقیقی صحیفے:۔

وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ سے اگلی آیت وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ کا ترجمہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے یہ کیا ہے کہ "جب آسمانی علوم پر سے پردے ہٹائے جائیں گے"۔ پس ان آیات میں دنیاوی علوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی علوم اور انکشافات کی طرف بھی اشارہ ہے اور اگر ماہیت اور اصلیت کے لحاظ سے الصُّحُفُ کی الف لام کے ساتھ تخصیص کو مدنظر رکھا جائے تو اس سے مراد وہ صحیفے ہیں جو در اصل حقیقی معنوں میں صحیفے کہلانے کے مستحق ہیں جنہیں روحانیت اور جسمانیت کے باہمی رشتے سمجھائے گئے ہیں۔

ہمارے صحیفے:۔

یہ وہ صحیفے ہیں جنہیں ہم "ہمارے صحیفے" کہتے ہیں۔ یہ صحیفے ساری دنیا میں پھیلے ہوئے قرآن شریف کے نسخے اور تراجم ہیں۔ کتب احادیث ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات اور ان کے تراجم ہیں۔ اور علماء سلسلہ کی مذہبی دلائل سے بھری ہوئی کتب ہیں۔ یہ صحیفے وہ رسائل ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام کے کارندے قادیان اور ربوہ کے مراکز اور دنیا کے مختلف حصوں میں شائع کر رہے ہیں۔ یہ صحائف ریویو آف ریلیجنز۔ الحکم۔ البدر اور الفضل ہیں۔ یہ صحیفے الفرقان۔ المصباح۔ انصار اللہ تحریک جدید۔ خالد۔ اور تشحیذ الاذہان ہیں۔ البشریٰ المجلۃ الجامعہ۔ النصرت اور المنار ہیں۔ یہ صحیفے فلسطین کا البشریٰ۔ لنڈن کا مسلم ہیرلڈ۔ جرمن کا اسلام ماریشس کا The Message۔ مشرقی افریقہ کا البث افریقن ٹائمز۔ گھانا کا گائیڈنس۔ سیرالیون کا افریقن کریسنٹ اور نائیجیریا کا The Truth اور بہت سے اور رسائل ہیں۔

لٹریچر سے مشن کا قیام:۔

دنیا میں بہت سی جگہیں ایسی ہیں۔ جہاں ہمارا کوئی مبلغ نہیں پہنچا لیکن وہاں احمدیت کا قیام محض لٹریچر

کے ذریعہ ہوا۔ مثلاً جنوبی افریقہ میں بفضلہ تعالیٰ ہماری ایک بڑی مخلص اور مستعد جماعت قائم ہے۔ یہاں ہمارا سارا تبلیغی مشن محض لٹریچر کے ذریعہ بغیر مرکز سے کسی مبلّغ کے جانے کے قائم ہو گیا ہے۔

نائیجیریا میں بھی ۱۹۱۶ء میں احمدیت کا قیام لٹریچر کے ذریعہ ہی یوں ہوا۔ کہ ایک نائیجیرین نوجوان کو ایک چھپے ہوئے کاغذ کا ٹکڑا گرا پڑا نظر آیا۔ اس نے اُسے اٹھا کر پڑھا تو اس میں اسلام کی حقانیت پر دلائل اور اس کے خلاف غلط نظریات کی تردید تھی۔ اس نے یہ کاغذ اپنے ساتھیوں کو دکھایا۔ جستجو اور تحقیق کے نتیجہ میں انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ کاغذ ریویو آف ریلیجنز کا تھا۔ اور اس کا منبع قادیان تھا۔ انہوں نے قادیان اسلامی لٹریچر بھیجنے کی درخواست کی اور انہیں قادیان سے بعض رسائل اور کتب بھیجی گئیں۔

مسلمانوں کے بچّے عیسائی :۔

یہ نوجوان طالب علم مسلمانوں کے بچّے تھے۔ لیکن عیسائی سکولوں میں داخل ہونے پر مجبور ہوتے ان کے اسلامی نام بھی جبراً عیسائی ناموں سے تبدیل کر دیئے گئے تھے۔ ان پر عیسائیت کا گہرا اثر ہو چکا تھا اور عیسائی مشنریوں نے اسلام کا ایک بھیانک نظریہ ان کے خیالات میں رچا دیا تھا جس سے وہ اسلام سے متنفر ہو چکے تھے۔ لیکن چونکہ پیدائشی مسلمان تھے لہٰذا قادیان سے آمدہ لٹریچر پڑھ کر اسلامی شوق عود کر آیا اور انہوں نے عیسائیت سے توبہ کی۔ اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ بعد ازاں ان کی درخواست پر مرکز سے مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر وہاں ۱۹۲۱ء میں تشریف لے گئے اور ان کے ذریعہ ۱۹۲۲ء میں پہلا مسلم پرائمری سکول جاری ہوا۔

ریاض یونیورسٹی کے فارغ التحصیل :۔

اسی سال نائیجیریا میں ایک عرب السیّد اسمٰعیل بن عتیق جو ریاض یونیورسٹی سے علوم دینیہ کے فارغ التحصیل تھے اور سعودی عرب حکومت کی طرف سے نائیجیریا میں مبلّغ متعیّن تھے ہمارے پاس سعودی عرب کا ایک اخبار لائے۔ جس میں لکھا تھا کہ احمدیوں کا تعلق اسرائیل سے ہے۔ کیونکہ وہاں ان کا مشن قائم ہے۔ یہ خبر سُنا کر انہوں نے ہم سے بڑی خفگی کا اظہار کیا ہم نے انہیں جامعہ احمدیہ ربوہ کا عربی مجلہ البُشریٰ دکھایا جس کے سرورق پر کعبہ اور میدانِ عرفات کی تصاویر تھیں۔ اور اس کا پہلا مضمون "الکفر ملّة واحدة" کے عنوان کے تحت حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی ۲۰ سال قبل کی ایک تقریر کا عربی ترجمہ تھا۔ جس میں حضور نے بڑے زور دار الفاظ میں مسئلہ فلسطین کی اہمیت اور اسلامی اتحاد کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی۔

پبلک جلسہ میں اعتراف :۔

یہ پڑھ کر ان کے چہرے پر بڑی حیرت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور وہ خاموش ہو گئے۔ اور ان کی خاموشی کا طلسم ہمارے ایک پبلک جلسہ میں ٹوٹا جس میں انہوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ احمدیت کے متعلق جو نظریات میرے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں انکی

رُو سے میرا یہ خیال تھا کہ احمدیوں کو اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں یہ انہیں نہ قرآن سے کوئی تعلق ہے نہ حدیث سے نہ کلمۂ شہادت سے اور نہ باقی ارکان اسلام سے لیکن یہاں مشن کی طرف سے دی ہوئی پہلی کتاب القول الصریح فی ظہور المہدی والمسیح اور بانیٔ جماعت احمدیہ کی عربی کتب کا مطالعہ کیا تو ان میں سوائے قرآن و حدیث کے اور کچھ نہیں پایا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ در اصل رسم و رواج اور بدعات سے آزاد اسلام یہاں صرف احمدیوں کا ہی ہے۔ اور اس جماعت کی اسلامی خدمات کو دیکھ کر مجھے اس بات کے اظہار میں باک نہیں ہے کہ تبلیغ اسلام کے میدان میں احمدی سب سے آگے ہیں۔

سعودی عرب کو لٹریچر:۔

نیز جو کتب ہم نے ان کو پڑھنے کو دی تھیں انہوں نے ان کے چار سیٹ تیار کر کے ریاض یونیورسٹی کے وائس چانسلر، چیف لائبریرین۔ ادارۂ شئون دینیہ کے انچارج اور سعودی عرب کے مفتیٔ اعظم کو ارسال کئے۔ اور ساتھ ہی ان کو خطوط لکھے جن میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا کہ یہ جماعت اسلامی غلبہ اور اسلامی اتحاد کے لئے تمام مسلمانوں سے تعاون کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے۔

سفیر:۔

اسی طرح اسی سال سعودی عرب کے سفیر کی نائیجیریا سے واپسی سے قبل خاکسار نے ان سے ملاقات کے دوران ان کو یہی رسالہ البُشریٰ دکھایا۔ اس سے قبل کئی مرتبہ ان کو سلسلہ کا عربی لٹریچر دیا گیا تھا۔ اس موقع پر انہوں نے ہم سے کھل کر باتیں کیں اور ہمارے کام کی تعریف کی اور کئی سوالات کئے۔

سفارت سعودی عرب و دیگر سفارتوں کی رپورٹ:۔

بالآخر انہوں نے کہا کہ تم یہ کتب ہمارے ملک میں ہمارے مشائخ کو کیوں نہیں بھیجتے۔ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ تمہارے اصل عقائد کیا ہیں۔ اور پھر کہا کہ آپ مجھے القول الصریح کی پانچ چھ کاپیاں دے دیں۔ میں وہاں جا کر بعض اہم شخصیتوں کو دکھاؤں گا۔

اخبار ٹروتھ کی ترسیل:۔

ایک مرتبہ سعودی عرب کے سفارتخانہ کے سیکرٹری نے مجھے بتایا۔ کہ انہوں نے ہمارے اخبار ٹروتھ کی اس اشاعت کی پانچ کاپیاں اپنی حکومت کو بھیجی تھیں جن کے سرورق پر شاہ فیصل کی تصویر اور ان کا اسلامی وحدت کا پیغام چھپا ہوا تھا۔ اور انہوں نے یہ لکھا ہے کہ احمدیہ مشن وحدت اسلامی کے لئے یہاں بہت اچھا کام کر رہا ہے اسی قسم کے پیغامات حکومت عراق۔ جورڈن اور U A R نے اپنی حکومتوں کو بھیجے تھے۔

شاہ فیصل۔ جدّہ

اور ابکے واپسی پر جب میں عمرہ کرنے گیا، تو جدہ میں شاہ فیصل سے ملاقات کرانے والے چیف پروٹوکل نے مجھے کہا۔ کہ "میں نے یورپ میں آپ کے مشن دیکھے ہیں اور وہاں آپ کا اسلام پر لٹریچر اور مساجد بھی دیکھی ہیں اور نائیجیریا سے بھی ہمیں آپ کے کام کی اطلاعات ملی ہیں"۔ اور ایک افسر کو مخاطب کر کے ہمارے کام کا ذکر

کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ مسلمان نہیں تو اور کون مسلمان ہوگا۔ اور میرے ہاتھ میں ریویو آف ریلیجنز کی پبلیکیشن "ISLAM A GREAT CHALLENGE" دیکھ کر مجھ سے مانگا میں نے اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں عربی قصیدہ بھی دیا۔ انہیں دیکھکر انہوں نے نہایت خوشی کا اظہار کیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت اسلام کو سب سے زیادہ اتحاد کی ضرورت ہے آپ اس کے لئے بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ دعا ہے کہ آپ کو اپنے کام میں کامیابی حاصل ہو۔

نامساعد حالات :-

الصُّحُفُ کی تفسیر میں دینی صحیفوں کے نامساعد حالات میں لکھے اور پھیلائے جانا اور کامیاب ہونا شامل ہے۔ نائیجیریا میں اخبار دی ٹرتھ ۱۹۵۱ء میں مکرمی مولانا نسیم سیفی صاحب نے جاری کیا۔ ابتداءً یہ اخبار ماہوار تھا۔ لیکن جلد ہی ہفتہ وار کر دیا گیا۔ اور غالباً اس وقت ہماری جماعت کے ساری دنیا میں چھپنے والے اخبارات اور رسائل میں سے ہفتہ وار چھپنے والا جریدہ یہی اخبار ہے۔ اس اخبار کے نامساعد حالات میں پنپنے کے اندازہ کے لئے عرض ہے کہ اس اخبار کے جاری ہونے سے کئی سال قبل سے لیگوس میں ایک اخبار دی کیتھولک ہیرلڈ بھی جاری تھا۔ اس کے ایڈیٹر نے اسلام پر حملے کرنے شروع کئے اخبار ٹرتھ کے ایڈیٹر مکرمی مولانا نسیم سیفی صاحب نے اس کے دندان شکن جواب دیئے۔ ان دنوں دونوں اخباروں کے ایڈیٹوریل ایک ہفتہ وار مناظرہ کا رنگ رکھتے تھے۔ لیکن چند ماہ کے اندر ہی کیتھولک ہیرلڈ کا سرمایہ ختم ہوگیا۔ اور انہیں کیتھولک پریس کی مشینیں بیچکر ملازمین کی تنخواہیں ادا کرنا پڑیں۔ اور اخبار بند ہوگیا۔ کیتھولک مشن دنیا کے تمام مشنوں سے زیادہ مالدار مشن ہے۔

ٹاریخ آف اسلام :-

نیز ابھی دو سال کی ہی بات ہے کہ لیگوس میں نائیجیریا مسلم کونسل نے ایک آٹھ صفحات کا ماہوار اخبار "دی ٹاریخ آف اسلام" جاری کیا۔ اس کے لئے ساری اسلامی سوسائٹیاں چندہ دیتی تھیں جن میں باقاعدگی کے لحاظ سے ہمارا مشن سرفہرست تھا۔ اس کے علاوہ بعض اسلامی ممالک کی سفارتیں بھی اس کی مالی امداد کرتی تھیں۔ اس اخبار کے صرف دو نمبر ہی شائع ہوئے اور اخبار مالی دقت کی وجہ سے بند ہوگیا لیکن ایسے نامساعد حالات کے باوجود ہمارا آٹھ صفحات کا ہفتہ وار اخبار دی ٹرتھ تقریباً ۱۸ سال سے جاری ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مسٹر ساقی :-

اس اخبار کی وقعت کے اندازہ کے لئے عرض ہے کہ ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ نائیجیریا نے انگلینڈ میں جرنلزم کی ٹریننگ دلانے کے لئے صرف ایک وظیفہ کے لئے ملک کے تمام نامور اخبارات کی طرف سے آنے والے امیدواروں میں سے صرف ایک کا چناؤ کرنا تھا مکرمی نسیم سیفی صاحب نے ایک معمولی احمدی سکول ٹیچر کو

جو مشن کی طرف سے مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ ٹرتھ کی طرف سے امیدوار کے طور پر اس مقابلہ میں آنے کے لئے بھیجا۔ مکرمی سیفی صاحب ان دنوں نائیجیرین یونین آف جرنلسٹس کے وائس چیئرمین اور اس کی لیگوس برانچ کے چیئرمین تھے۔ آپ کے اثر و رسوخ کی وجہ سے یہ احمدی نوجوان Mr. Y. A. Safi انٹرویو کے لئے بلائے گئے اور چناؤ بھی انہی کا ہوا۔

اسلامی اجتماع:-

نائیجیریا میں عیسائی مشن اور مسلمان سوسائٹیاں دونوں ہی باہمی اتحاد کے لئے کوشاں تھے۔ نائیجیرین کرسچن کونسل کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مشنوں کے نمائندوں کو ایک تنظیم میں اکٹھا کرنا چاہتی تھی۔ ادھر جنوب میں نائیجیریا مسلم کونسل اور شمال میں نصر الاسلام۔ شمال اور جنوب کے مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے میں کوشاں تھے۔ ۱۹۶۶ء کے شروع میں عیسائی اور مسلمان دونوں ہی اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ سارے عیسائی مشنوں کے نمائندے ۷ رجنوری ۱۹۶۶ء کو مشرقی نائیجیریا کے دارالحکومت Enugu میں وہاں کے گورنر جنرل Ibiam سر فرانسس ورلڈ کرسچن کونسل کے وائس چیئرمین تھے) کی صدارت میں اکٹھے ہونے پر تیار ہو گئے۔ اور شمالی نائیجیریا کے وزیر اعظم جو ورلڈ مسلم لیگ کے وائس پریذیڈنٹ بھی تھے۔ یعنی سر احمدو بیلو شہید نائیجیریا کے تقریباً تمام روزانہ اخبارات میں یہ اشتہار دیا کہ ۵ رفروری ۱۹۶۶ء کو تمام مسلمان سوسائٹیوں کے نمائندے شمالی نائیجیریا کے دارالحکومت KADONA میں ورلڈ مسلم لیگ کے نائیجیرین مرکز کے افتتاح کے لئے جمع ہوں گے۔ کوئی مسلم سوسائٹی اس سے پیچھے نہ رہ جائے۔

۱۶ رجنوری ۱۹۶۶ء کو پہلا فوجی انقلاب رونما ہو گیا۔ جس میں سر احمدو بیلو شہید کر دیئے گئے۔ اور انقلاب کے اگلے روز ہی یعنی ۷ رجنوری کی مقررہ تاریخ کو ENUGU میں سر ابیم کی صدارت میں عیسائیوں کا اجتماع ہوا۔ اور خبروں میں بتایا گیا کہ نائیجیریا کی تاریخ میں عیسائیوں کا اس قدر شاندار اجتماع نہیں ہوا۔ اس اجتماع میں عیسائیت کی فتح کا اعلان کیا گیا۔ اور فوجی انقلاب پر خوشی کا اظہار کیا گیا لیکن ۵ رجنوری کی تاریخ آئی اور گذر گئی پر مسلمانوں کا کاڈونا میں کوئی اجتماع نہ ہوا۔ اور مسلمانوں کی طرف سے بالکل خاموشی رہی۔

ٹرتھ کا ایڈیٹوریل:-

دو تین ماہ کے بعد اخبار "دی ٹرتھ" کے ایڈیٹوریل میں یہ چھپا کہ مسلمانوں کی کانفرنس سر احمدو بیلو کی شہادت کی وجہ سے ملتوی رہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، یہ کانفرنس ضرور منعقد ہونی چاہیئے۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد تمام مسلمان سوسائٹیوں کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ وہ اپنے تین تین نمائندے کاڈونا میں اجتماع کے لئے بھیجیں۔

گرینڈ قاضی:۔

اس اجتماع کے بعد شمالی نائیجیریا کی شریعہ کورٹ کے چیف جسٹس نے جسے وہاں GRAND KADI گرینڈ قاضی کہا جاتا ہے۔ حکومت عراق کے سفیر اور خاکسار کو اپنے گھر پر دعوتِ طعام دی۔ عراقی سفیر کی آمد سے قبل گرینڈ قاضی نے مجھے کہا: یہ اجتماع تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ جب میں نے تمہارے اخبار کا اڈیٹوریل پڑھا۔ تو میں نے اسے یہاں کے سرکردہ مسلمان لیڈروں کو دکھایا۔ اور ان کو مشورہ دیا۔ کہ کاڈونا میں فوری طور پر مسلمانوں کا اجتماع ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اسی کے نتیجہ میں یہ شاندار اسلامی اجتماع عمل میں آیا ہے۔

میں نے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض عربی کتب اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں عربی قصیدہ دیا۔ جو انہوں نے جھوم جھوم کر سارا شروع سے آخر تک میرے سامنے پڑھا۔ اور بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ میں آپ کے مشن کا دیر سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ اور بانیٔ سلسلہ کی بعض عربی کتب پڑھی ہیں۔

عربی کتب کا تحفہ اور مہدی ماننا:۔

میں آپ کے تبلیغی کام اور اسلامی محبت کے جذبہ سے بہت خوش ہوں اور کہا کہ میں تو بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو مہدی ماننے میں کوئی عار نہیں سمجھتا۔ صرف ان کی نبوت کا دعویٰ عام مسلمانوں کے نزدیک درست نہیں۔ جب میں نے مسئلہ نبوت کی وضاحت کی۔ تو کہنے لگے کہ اس قسم کی نبوت جاری ہونے میں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن عوام چونکہ جذباتی ہوتے ہیں۔ اور گہرا سوچنے کے عادی نہیں ہوتے۔ لہٰذا آپ اس دعویٰ کو بیان کرنے میں احتیاط سے کام لیں تاکہ مسلمانوں میں غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

پس ایسے ہی صحیفے ہیں جو اصلی اور حقیقی صحیفے کہلانے کے مستحق ہیں۔ جو پائیدار اور لازوال صحیفے ہیں۔ یہی وہ پاکیزہ صحیفے ہیں جو کروڑہا کروڑ اور اربہا ارب صحیفوں میں سے صرف چند ہونے کے باوجود ستاروں میں سورج کی طرح چمکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں "الصُّحُف" کی خدمت اور ان کی اشاعت میں کام آنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بقیہ ایمان افروز مکالمہ

جلال الدین صاحب شمس رضؓ کے والد محترم مولوی امام الدین صاحب مرحوم سیکھوانی اور نوجوان خاکسار کے والد محترم منشی سربلند خان مرحوم تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو کہ باری باری اپنی عمر کی منزلیں طے کر چکے ہوئے ہیں۔ اور اب سے

وہ بستیاں الٰہی کس دیس جا بستیاں ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو فردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرماوے اور ہمیں انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ اللّٰھم آمین۔

مکرم نور احمد صاحب
آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

ایک ایمان افروز مکالمہ

کڑکتی دھوپ ہے۔ جون جولائی کا مہینہ ہے دوپہر کا عالم ہے۔ راستہ ویران و سنسان ہے رستہ میں کوئی ایسا درخت بھی نہیں کہ چلتے وقت انسان اس کے نیچے سستا بھی سکے۔ ایسے عالم میں ایک نوجوان کہ جس کے چہرہ پر سبزہ کا آغاز ہے عمر بھی سولہ سترہ سال معلوم ہوتی ہے۔ اسی راستہ پر رواں دواں ہے بے بضاعتی کے سبب ہاتھ میں چھتری بھی نہیں کہ دھوپ سے کچھ محفوظ ہو سکے۔ تاہم وہ نیلے آسمان کو ہی کالی چھتری گردانتے ہوئے اپنے خیالوں میں مگن جا رہا ہے۔ کبھی کبھار اس کے منہ سے ایک ہلکی سی آواز نکلتی ہے۔ جو کہ تسبیح و تحمید کے مشابہ ہے۔ البتہ جب اس کے چہرہ پر پسینہ بکثرت آ جاتا ہے۔ تو وہ اسے ہاتھ سے پونچھتے ہوئے زور سے ایسا جھٹک دیتا ہے جیسا کہ کوئی روڑا راستہ میں باعث روک تھا۔ جس کا ہٹانا ضروری تھا۔ اسی عالم میں وہ ایک گاؤں پہنچتا ہے۔ سامنے ایک بزرگ کھڑے ہیں جونہی وہ نوجوان ان کے نزدیک آتا ہے وہ بزرگ اس نوجوان کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ جس پر وہ نوجوان اپنی خیالی دنیا سے نکل کر وعلیکم السلام کہتے ہوئے ایسے مصافحہ زن ہوتے ہیں کہ جیسے مدت کے بچھڑے ہوئے دو عزیز ملے ہوں۔ اس پر نوجوان بڑے ادب سے پانی پلانے کے لئے ملتمس ہوتے ہیں وہ بزرگ بجائے پانی کے لسی پلا دیتے ہیں جس پر وہ نوجوان بڑی تشکر آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء کہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ دونوں ایک ہی منزل کی طرف بغیر پوچھے راستہ ناپنا شروع کر دیتے ہیں اور راستہ میں یوں ہمکلام ہوتے ہیں:۔

بزرگ:۔ برخوردار کہاں سے آ رہے ہو؟

نوجوان:۔ چھینہ سے آ رہا ہوں اور قادیان جانے کا ارادہ ہے۔ (چھینہ قادیان سے قریباً ۱۶ میل دور ہے)

بزرگ:۔ (دل میں خوش ہو کر) چھینہ میں کیا کام کرتے ہو؟

نوجوان:۔ میں وہاں پر نیا نیا پٹواری مقرر ہو کر آیا ہوں۔

بزرگ:۔ تو کیا قادیان میں کوئی سرکاری افسر آیا ہوا ہے کہ جس کو ملنا ضروری ہے اور اس وجہ سے تیز تیز جا رہے ہو؟

نوجوان:۔ میرے محترم بزرگ! ایسا نہیں ہے۔ بلکہ صرف جمعہ پڑھنے کی خاطر جا رہا ہوں اور اس کے لئے تیز چل رہا ہوں۔ کہ کہیں جمعہ

رہ جائے۔

بزرگ:- (مسکراتے ہوئے) خوب۔ خوب! ساتھ ہی دعا دیتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ اتنی دور سے تپتی ہوئی دھوپ میں جمعہ پڑھنے آ رہے ہو کیا وہاں پر جمعہ پڑھنے کی کوئی صورت نہیں؟

نوجوان:- اوّل تو وہاں جمعہ پڑھنے کی کوئی تسلّی بخش صورت نظر نہیں آتی۔ تاہم میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے۔ کہ جب تم امام وقت کا زمانہ پاؤ تو اس کے پاس ضرور پہنچو۔ خواہ گھٹنوں کے بل برف پر سے گزر کر ہی آنا پڑے۔ مگر یہاں پر تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی صورت نہیں کہ مجھے برف پر سے گھٹنوں کے بل آنا پڑے۔ گرمی کا موسم ہے پسینہ سانس نہیں لینے دیتا۔ پاؤں اللہ تعالیٰ نے دیئے ہوئے ہیں۔ تیز روی کے آپ بھی معترف ہیں۔

بزرگ:- سبحان اللہ۔ سبحان اللہ (بلند آواز سے کہتے ہوئے) یوں گویا ہوتے ہیں۔ کہ برخوردار! مجھے تو تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایمان و ایقان میں دن بدن ترقی عطا فرمائے۔ اصل بات یہ ہے کہ آج گرمی ضرورت سے زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔ اس کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگی کہ اے اللہ! جیسا تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے بھائی کے ساتھ امداد دی تھی۔ ایسے ہی مجھے بھی ایک ساتھی عطا فرما کہ جس سے باتوں باتوں راستہ کٹ جائے۔ اور گرمی کا احساس بھی نہ رہے۔ دعا کر کے میں نے گھر سے باہر قدم رکھا ہی تھا۔ کہ آپ آتے ہوئے نظر آئے جس سے مجھ پر یہی اثر ہوا۔ کہ آپ ہی میری قبولیت دعا کا نتیجہ ہیں۔ اور آپ کی باتوں سے میں اس یقین پر پہنچ گیا ہوں۔ کہ واقعی آپ میری دعا کی قبولیت کا نشان ہیں۔ ہاں برخوردار! یہ تو تم بتلاؤ کہ تم نے یہ مسئلہ کونسی کتاب میں پڑھا ہے؟

نوجوان:- اے میرے بزرگ محترم! یہ جو آپ نے قبولیت دعا کا اظہار کیا ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اس کے خزانوں میں کسی قسم کی کمی نہیں وہ جسے چاہتا ہے۔ اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ رہا کتاب کا نام تو مجھے اس وقت کتاب کا نام تو یاد نہیں۔ البتہ میرے چچا جان احمدی ہیں اور وہ کتابیں منگواتے رہتے ہیں۔ اور بوقتِ فرصت میں بھی ان کا مطالعہ کر لیتا رہا ہوں۔ گو اب ملازمت میں آ کر یہ سلسلہ بند ہو چکا ہے۔

بزرگ:- برخوردار! تم نے بیان کیا کہ میرے چچا جان احمدی ہیں۔ تو کیا تم احمدی نہیں ہو۔ طرفہ یہ کہ جمعہ بھی قادیان میں پڑھنے جا رہے ہو۔

نوجوان:- گو ابھی تک میں نے بیعت تو نہیں کی۔

مگر ہوں میں آپ لوگوں کے ساتھ ہی!

بزرگ:۔ اے برخوردار! جبتک تصدیق بالقلب کے ساتھ ظاہری طور پر اقرار باللسان نہ ہو اس وقت تک ایمان پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔

نوجوان:۔ اس کا کیا مطلب؟ میں کچھ سمجھ نہیں سکا۔

بزرگ:۔ مطلب تو مختصر یہ ہے کہ آپ جب ہمارے ساتھ ہی ہیں۔ تو بیعت بھی کرلیں۔ الگ رہنے سے کیا فائدہ؟

نوجوان:۔ مجھے بیعت کرنے سے کوئی انکار نہیں ہے صرف مجھے حضور سے عرض کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

بزرگ:۔ اس میں شرم کی کونسی بات ہے لو آج ہی میں حضرت مسیح موعود کی خدمت اقدس میں عرض کرکے آپ کی بیعت کرا دیتا ہوں یہ بھی کوئی مشکل امر ہے؟

نوجوان:۔ آپ کی مجھ پر بڑی عنایت و شفقت ہوگی ساتھ ہی دعا دیتے ہوئے کہ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر میں اور دولت ایمان میں ترقی عطا فرما دے۔

اس پر دہ دونوں ہنسی خوشی اپنی اپنی راہ کو ناپتے ہوئے جا رہے ہیں۔ ایک تو اس خوشی میں مست ہے کہ ایک آدمی کی بیعت کی سعادت میرے نصیبہ میں آئی ہے۔ اور دوسرا اس خیال میں مست ہے۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے خضر راہ عطا فرمایا ہے۔

جب دونوں قادیان پہنچکر جمعہ سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو وہ بزرگ حضرت مسیح موعود کی خدمت اقدس میں یوں گویا ہوتے ہیں:۔

حضور! ایک نوجوان چھینہ سے آیا ہوا ہے، اور وہ وہاں پر پٹوار کا کام کرتا ہے اور حضور سے بیعت کا ملتجی ہے۔

حضور:۔ کہاں ہے وہ نوجوان (ایسے لہجہ میں فرمایا کہ جیسا حضور عرصہ سے اس کے منتظر ہوں)

بزرگ:۔ نوجوان کو قریب بلاتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ "یہ ہے وہ نوجوان"۔

اس پر حضور نے ایک آنکھ بھر کر اس نوجوان کی طرف دیکھا اور بیعت لینی شروع کر دی۔ اور پھر دعا فرمائی۔ حالانکہ ان ایام میں حضور علیہ السلام فوری طور پر بیعت قبول نہ فرماتے تھے بلکہ پہلے سوچنے غور کرنے اور سمجھنے کی ترغیب فرماتے تاکہ بعد ابتلا میں پڑکر پھسل نہ جائے۔ مگر اس نوجوان کو صرف آنکھ بھر کر دیکھا اور بیعت کی قبولیت کا شرف عطا فرمایا۔

اس انجام بخیر کے بعد دونوں ہستیاں ہنسی خوشی اپنا اپنا راستہ اختیار کرتی ہوئی اپنی اپنی منزلوں کی طرف رواں دواں ہوگئیں۔

اے میرے پیارے نوجوانو اور بزرگو! جانتے ہو کہ یہ کونسی ہستیاں تھیں۔ یہ بزرگ مولانا مولوی

(باقی بر صفحہ ۲۴)

سائنس

طبعیات رنگ

(نوٹ:۔ یہ مضمون اس تقریر کا ملخص ہے جو مکرم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب نے جامعہ احمدیہ ربوہ میں ماہ تبلیغ میں بزبان انگریزی کی) ادارہ

قوس قزح کے سات رنگوں سے آپ واقف ہوں گے لیکن شاید آپ کو یہ معلوم نہ ہو کہ ان سات رنگوں کے علاوہ بھی کائنات میں اور بہت سے رنگ موجود ہیں اور یہ رنگ جو ہم اپنی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں اس مجموعۂ رنگ کا قریباً ۱/۷۰ واں حصہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر قدرت نے ستر رنگ پیدا کئے ہیں۔ تو انسانی آنکھ صرف ایک رنگ دیکھ سکتی ہے۔ اس صورت میں ہم ان سات رنگوں کو ایک اکائی تصور کریں گے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ باقی رنگ ہم کسی طرح بھی نہیں دیکھ سکتے۔

سائنس نے ایسے طریق ایجاد کر لئے ہیں جن سے ان رنگوں کی تحقیق کی جا سکتی ہے۔ آج کی تقریر میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ طبعیات کے نزدیک رنگوں کا فلسفہ کیا ہے؟ یعنی وہ کونسی چیز ہے جسے ہم رنگ کہتے ہیں۔ یا یوں کہئیے کہ رنگ کی ماہیت کیا ہے جیسا کہ بتایا جا چکا ہے رنگوں کی ایک بہت بڑی تعداد قدرت نے تخلیق کی ہے اور بعض خواص کے لحاظ سے یہ تمام رنگ ایک ہی چیز ہیں۔ لیکن ان میں ایک اختلاف بھی ہے۔ اور وہ اختلاف طول موج ہے لیکن اس اختلاف کے ذکر سے قبل ہمیں یہ معلوم کر لینا چاہیئے کہ رنگ سے مراد کیا ہے۔

طبعیات میں رنگ اس خاص لہر یا موج کا نام ہے جو ایٹم یعنی جوہر اپنی حالتوں میں تبدیلی کی وجہ سے پیدا کرتا ہے۔ ایٹم کی ساخت مختصراً یوں سمجھ لیجئے کہ اس کا ایک مثبت برق والا مرکز ہوتا ہے اور اس مرکز کے گرد کچھ منفی برق پارے گھوم رہے ہوتے ہیں۔ گویا یہ نظام نظام شمسی کا ایک چربہ ہے لیکن بہت چھوٹے پیمانے پر صرف فرق یہ ہے۔ کہ نظام شمسی میں تو سیارے ایک ہی مدار میں گردش کرتے رہتے ہیں لیکن ایٹم میں حالت اس سے ذرا مختلف ہے۔ اس کے مرکزیے کے گرد جو سیارے جن کو عرف عام میں الیکٹران کہتے ہیں۔ چکر لگا رہے ہوتے ہیں۔ وہ ایک مدار پر قائم نہیں رہتے۔ بلکہ اگر ایٹم کو کہیں سے کچھ زائد توانائی مل جائے تو بعض الیکٹران یک بیک ایک مدار سے نکل کر دوسرے مدار میں گھومنا شروع کر دیتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے کچھ لہریں تخلیق ہوتی ہیں۔ اور انہیں لہروں کا نام ہم رنگ رکھتے ہیں۔ (دیکھو شکل نمبر۱)

شکل نمبر ۱
ہائیڈروجن ایٹم کی ساخت

مرکزہ
الیکٹران
پہلا مدار
دوسرا مدار
تیسرا مدار
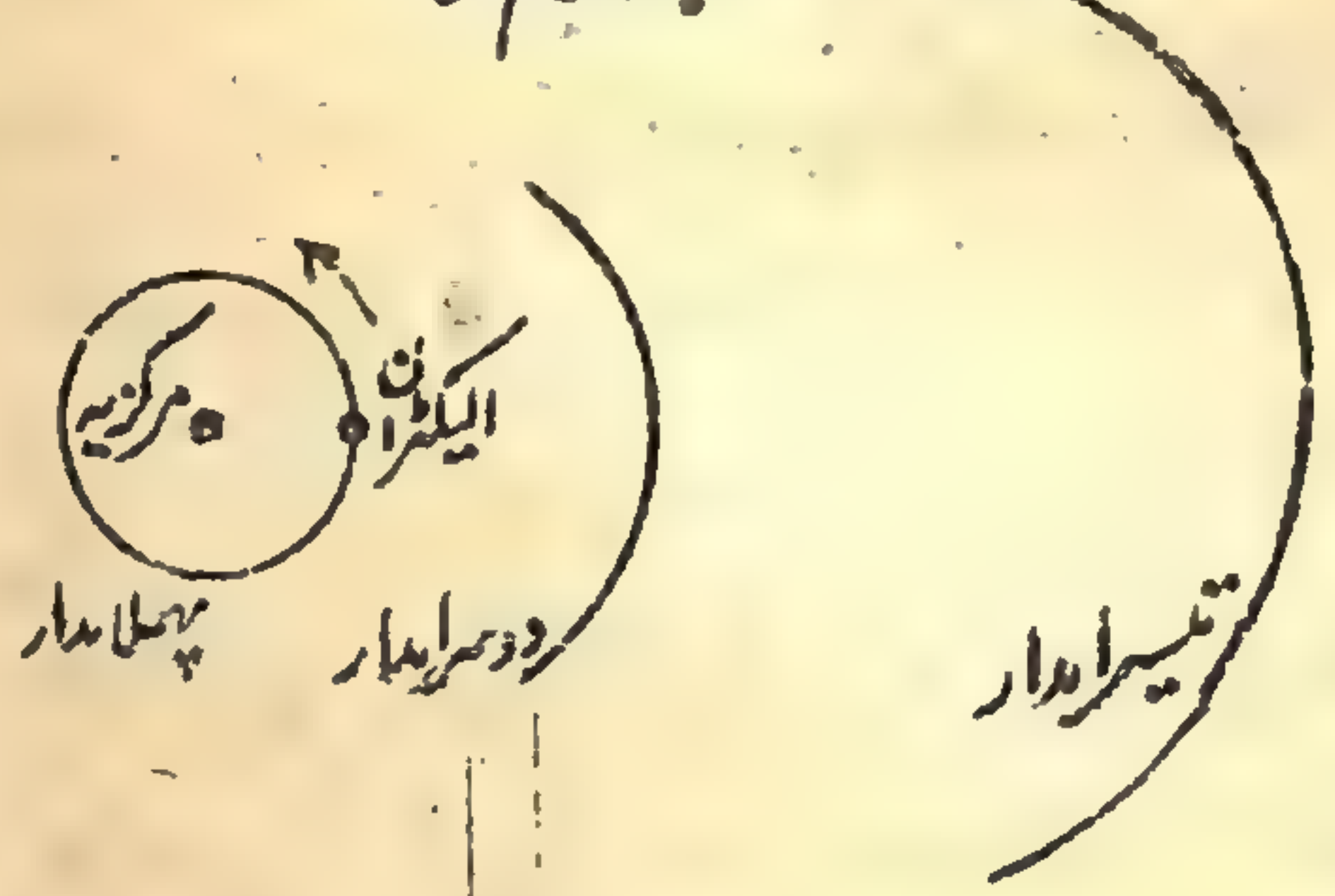
الیکٹران کئی جائز مداروں میں گھوم سکتا ہے۔ مرکزہ سے قریب ترین مدار کو بنیادی مدار کہا جاتا ہے۔ کیونکہ دوسرے مداروں سے الیکٹران واپس اسی مدار میں آجانا چاہتا ہے۔

اگر مدار کی یہ تبدیلی معمولی ہو یعنی الیکٹران ایک مدار سے نکل کر اس کے قریب ترین مدار میں چلا جائے تو اس وقت جو توانائی لہروں کی شکل میں خارج ہوتی ہے وہ زیادہ نہیں ہوتی لیکن اس کے برعکس اگر الیکٹران پہلے مدار سے مثلاً پانچویں مدار میں چلا جائے تو اس وقت توانائی میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور رنگ کے نقطۂ نظر سے ہم یہ کہیں گے کہ اس رنگ کا طول موج مقدم الذکر رنگ کے طول موج سے بہت چھوٹا ہوگا۔ گویا صورت یہ بنی کہ ایٹم جس سے تمام مادہ وجود میں آیا ہے اس کے اندر کچھ برقی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ان تبدیلیوں کی وجہ سے خاص طول موج کی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ہر تبدیلی کے مطابق رنگ تخلیق ہوتے ہیں۔ پس طبیعات کے نقطۂ نظر سے رنگ سے مراد مختلف طول موج کی لہریں ہیں جو ایٹم میں تبدیلیوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور پھر فضا میں ارتعاش پیدا کر دیتی ہیں۔ اس میں یہ بات یاد رکھیں کہ جن رنگوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ درحقیقت روشنی کے رنگ ہیں۔ نہ کہ اشیاء کے رنگ۔ جن کی صورت ان سے ذرا مختلف ہے۔ موٹا فرق دونوں میں یہ ہے کہ وہ رنگ خالص نہیں ہوتے ان میں کچھ ملونی ہوتی ہے اس لئے میری مراد روشنی کے رنگوں سے ہے جیسے قوس قزح کے رنگ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب آپ لال رنگ دیکھتے ہیں تو اس سے ایک خاص قسم کی طول موج کی لہر مراد ہوتی ہے اسی طرح جب آپ نیلا یا پیلا یا سبز رنگ دیکھتے ہیں تو درحقیقت اس سے مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ اب ایٹم کے اندر کا الیکٹران ایک خاص مدار سے نکل کر ایک دوسرے مدار میں چلا گیا ہے۔ اور اس تبدیلی کی وجہ سے کچھ توانائی لہروں کی شکل میں فضا میں ارتعاش کر رہی ہے۔ اور وہی رنگ ہے جو ہم دیکھتے ہیں یہ تو رنگوں کی ماہیت ہوئی۔

رنگوں کے متعلق دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ تین رنگ ہیں جن کو بنیادی رنگ کہا جاتا ہے۔ اور یہ تین رنگ سبز۔ سرخ اور نیلا ہیں۔ اگر ایک مثلث بنائی جائے۔ اور اس مثلث کے تینوں کونوں پر ان رنگوں کو لکھ دیا جائے تو اسے رنگوں کی مثلث کہتے ہیں۔ رنگوں کی اس مثلث کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر ان تینوں رنگوں کو ملا دیا جائے۔ تو سفید رنگ بن جائے گا۔ اسی طرح اگر دو کونوں کے رنگوں کو ملا دیا جائے تو ایک نیا رنگ پیدا ہوگا جو ضلع سے ظاہر کیا گیا ہے۔ مثلاً اگر

سبز اور نیلے رنگ کو ملا دیا جائے تو پیکاک بلیو بن جائیگا۔ اسی طرح اگر نیلے اور سرخ کو ملا دیا جائے تو میجنٹا بن جائے گا یا اگر سبز اور سرخ کو ملا دیا جائے تو پیلا رنگ بن جائے گا۔ پھر جو ضلعوں سے رنگ ظاہر کئے گئے ہیں ان کی خصوصیت بھی یہی ہے۔ کہ اگر ان تینوں کو ملا دیا جائے۔ تو دوبارہ سفید رنگ بن جائے گا۔ جیسا کہ شکل سے واضح ہے۔ ان تین ضلعی رنگوں کو ثانوی رنگ کہتے ہیں۔

شکل نمبر ۲

رنگوں کی مثلث

سرخ
پیلا
میجنٹا
سفید
سبز
نیلا
پیکاک بلیو
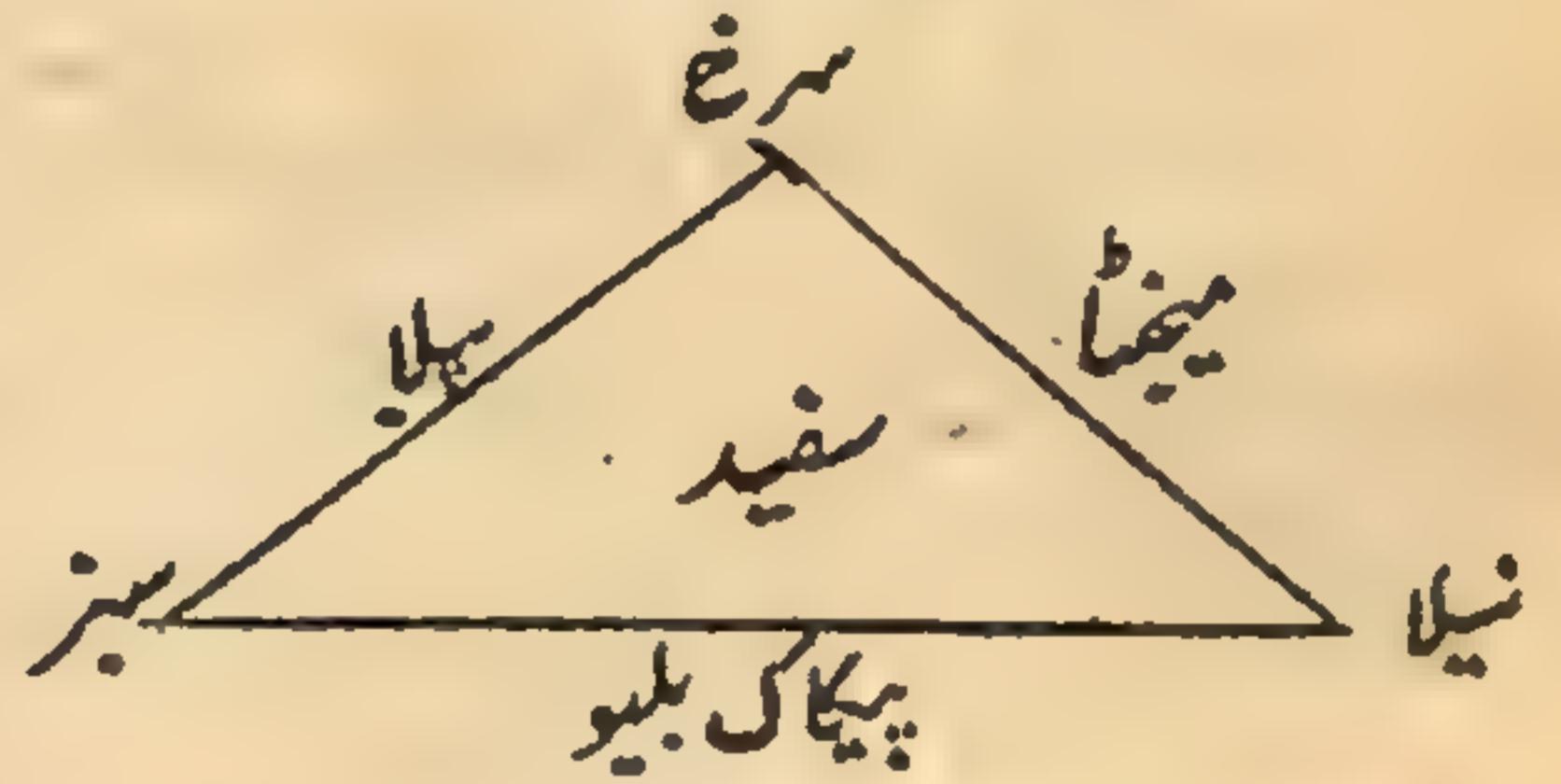
نیلا اور پیلا ملکر سفید رنگ بناتے ہیں اسی طرح سبز اور میجنٹا یا سرخ اور پیکاک بلیو۔

نیلا، سرخ اور سبز ملایا جائے تو سفید رنگ تخلیق ہوتا ہے۔

کونوں کے دو رنگ ملانے سے ضلعی رنگ بنتے ہیں یعنی نیلے اور سبز سے پیکاک بلیو۔

سفید رنگ پیدا کرنے کا یہ طریق بھی ہے کہ مثلاً قوس قزح کے سات رنگ لے لئے جائیں اور انہیں ایک گھومنے والی تھالی پر برابر رنگوں میں رنگ دیا جائے۔ اور اس تھالی کو تیزی سے گھمایا جائے تو اس میں رنگ الگ الگ نظر نہیں آئیں گے بلکہ صرف سفید رنگ ہی نظر آئے گا۔ اور یہ وہی بات ہے جو نیوٹن نے آج سے کئی سو سال پہلے دریافت کی تھی یعنی یہ کہ سفید رنگ درحقیقت مرکب رنگ ہے جو سات مختلف رنگوں سے بنا ہے۔

میں نے ابھی رنگوں کی مثلث کا ذکر کیا تھا اس سلسلے میں یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ بعض رنگ ایسے ہیں۔ کہ اگر ان کو ملا دیا جائے تو سفید رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً اس مثلث کے کونے پر جو رنگ ہے۔ یعنی سبز۔ اس کو مقابل کے ضلعی رنگ یعنی میجنٹا سے ملایا جائے تو سفید رنگ بنے گا اسی طرح سرخ کو پیکاک بلیو سے یا نیلے کو پیلے سے۔ ان رنگوں کو اگر دو دو کر کے ملایا جائے تو سفید رنگ بنے گا۔ ایسے رنگوں کو (Complimentary) تعریفی رنگ کہتے ہیں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ رنگ ہم دیکھتے کس طرح ہیں۔ اس بارے میں سائنسدانوں کا خیال یہ ہے کہ انسانی آنکھ میں تین نسیں (Nerves) ہیں اور یہ تینوں مختلف رنگوں کے لئے خاص حس رکھتی ہیں۔ مثلاً ایک نس ہے جس پر سرخ روشنی کا اثر ہوتا ہے دوسری پر سبز کا اور تیسری پر نیلے رنگ کا اثر ہوتا ہے۔ اور جب ہم کوئی رنگ دیکھتے ہیں تو یہ تینوں نسیں (Nerves) مختلف حد تک اس رنگ سے متاثر ہوتی ہیں۔ اور مجموعی تاثر اس رنگ کا احساس ہمیں دلاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر رنگ ان تینوں نسوں کو تحریک کرے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ

صرف دو ہی کو تحریک کرے۔ لیکن بہر حال دماغ میں رنگ کا جو تأثر پیدا ہوتا ہے وہ ان تینوں نسوں کے مجموعی تاثر کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ بعض رنگ ہیں جو ان تینوں نسوں کو تحریک کرتے ہیں۔ اگر ان تینوں نسوں کو برابر کی تحریک ہو تو سفید رنگ وجود میں آتا ہے اس کی مثال دو تعریفی رنگ ہونگے جو نسوں کو برابر کی تحریک کر کے سفید رنگ بناتے ہیں (رنگوں کی مثلث کے کونوں کے رنگ جن کی آمیزش سے سفید رنگ پیدا ہوتا ہے) سفید رنگ پیدا ہونے کی وجہ یہی ہے کہ وہ دو رنگ مثلاً سبز اور نیلا یہ ان تینوں نسوں کو برابر کی تحریک دیتے ہیں اسی طرح سبز اور سُرخ ان تینوں نسوں پر برابر کا اثر ڈالیں گے اسی لئے ہمیں سفید رنگ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ پیلا رنگ سُرخ اور سبز نس کو برابر کی تحریک دیتا ہے۔ نیلا رنگ تینوں نسوں میں غیر برابر تحریک پیدا کرتا ہے۔ اس سے واضح ہو جائیگا کہ جب کافی دیر تک ہم اپنی آنکھ کو کسی رنگدار چیز پر مرتکز رکھیں اور پھر فوراً کسی سفید چیز کو دیکھیں تو کیوں وہ سفید چیز بھی ہمیں رنگدار نظر آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کافی دیر تک ہم کسی چیز پر اپنی نظر مرکوز رکھتے ہیں۔ تو ہماری بعض نسیں تھک جاتی ہیں اور ان میں وہ تحریک پیدا نہیں ہوتی جو سفید روشنی پیدا کرنے کے لئے ہونی چاہیئے۔ اس لئے اگرچہ رنگ سفید ہوتا ہے مگر چونکہ ساری نسیں یکساں طور پر متاثر نہیں ہوتیں۔ ہمیں وہ چیز سفید نظر نہیں آتی بلکہ کچھ اور رنگ نظر آتا ہے۔

اگر ان نسوں میں سے کوئی نس ایسی ہو جس کی احساس کی قوت باقی نہ رہی ہو تو آنکھ میں ایک بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے colour blindness کہتے ہیں۔ یعنی بعض قسم کے رنگ ہم نہیں دیکھ سکتے۔ اکثر لوگوں میں لال رنگ والی نس بیکار ہوتی ہے۔ اس لئے انہیں سرخ رنگ نظر نہیں آتا۔ مثلاً قوس قزح کے سات رنگوں میں سے ایک طرف کا حصہ انہیں نظر نہیں آئیگا یعنی سُرخ رنگ والا حصہ۔ colour blindness کو بعض دفعہ ڈالٹنزم بھی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈالٹن جو مشہور کیمیا گر گزرا ہے وہ colour blind تھا اس نے اس موضوع پر تحقیق کر کے کافی روشنی ڈالی ہے۔ اس لئے colour blindness کو ڈالٹنزم بھی کہتے ہیں۔

اب تک ہم نے یہ کہا ہے کہ رنگ کس طرح پیدا ہوتے ہیں اور پیدا ہونے کے بعد ہماری آنکھ پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں۔

اور پھر یہ کہ اگر آنکھ میں سے جو تین نسیں رنگ محسوس کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اگر ان میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو آنکھ میں وہ بیماری معرض وجود میں آتی ہے جسے colour blindness کہتے ہیں۔ اس بیماری کا علم ہونا ضروری ہے کیونکہ مختلف قسم کے مقابلے کے امتحانوں میں علاوہ دوسرے طبی معائنوں کے یہ معائنہ بھی کیا جاتا ہے کہ امیدوار colour blind تو نہیں۔ اس کا بڑا آسان سا امتحان ہے۔ اگر

ربوہ کے کوئی نوجوان معلوم کرنا چاہیں کہ وہ Colour blind ہیں یا نہیں۔ تو شعبہ فزکس تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں آکر معلوم کر سکتے ہیں۔

ایک نہایت ہی دلچسپ استعمال رنگوں کے اس فلسفہ کا بعض ترقی یافتہ ممالک میں جرائم کی تحقیق کے سلسلہ میں ہو رہا ہے۔ ہر مفرد یا مرکب چیز کو گرم کرنے سے ایک خاص قسم کا رنگ یعنی روشنی کی لہر پیدا ہوتی ہے۔ جس کی طول موج ایک خاص مقدار کی ہوتی ہے اس لئے کسی مفرد یا مرکب کی پہچان اس میں سے پیدا ہونے والا یہ خاص رنگ ہے جس طرح کسی شخص کی پہچان ہم اس کے انگوٹھے کے نشان سے کر سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی مفرد یا مرکب کی پہچان اسے گرم کرنے پر اس میں سے نکلنے والی شعاعوں یعنی رنگوں سے ہو سکتی ہے۔

اب فرض کیجئے کہ کسی شخص پر اپنے دوست کے قتل کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ اور ثبوت میں خون پیش کیا گیا ہے۔ جو اس کے کپڑوں پر پایا گیا ہے۔ فرض کیجئے کہ یہ دھبے انسانی خون کے نہیں بلکہ اس شخص کے کسی دشمن نے بکری کے خون کے دھبے اس کے کپڑوں پر لگا دیئے ہیں۔ تو اس امر کا فیصلہ کہ خون انسانی ہے یا بکری کا آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ صرف اس خون کو گرم کرکے اس میں سے نکلنے والی شعاعوں کو دیکھنا ہوگا۔ کہ کیا یہ شعاعیں یا رنگ انسانی خون کا ہے، یا بکری کے خون کا۔ اس طریق امتیاز کو سپکٹرم اینیلیسز Spectrum Analysis کہتے ہیں اور جرائم کی تحقیقات میں اس طریق امتیاز سے کافی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

غرضیکہ قدرت نے ہر چیز کا ایک رنگ مقرر کیا ہے جو صرف اسی سے مخصوص ہوتا ہے اور سب سے بہتر رنگ تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اسی رنگ میں ہم سب کو رنگین ہونا چاہیئے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

مجالس خدام الاحمدیہ کیلئے نئے رپورٹ فارم

مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ ۱۳۴۷ہش / ۱۹۶۸ء کے فیصلہ کے مطابق کہ موجودہ رپورٹ فارم ماہانہ کارگزاری جن مجالس کے معیار سے بالا سمجھا جائے ان کے لئے مجلس مرکزیہ ایک نسبتاً آسان فارم شائع کرے اور تاوقتیکہ ایسی مجالس کا معیار خاطر خواہ حد تک بلند نہیں ہوتا ان کو ایسے رپورٹ فارم کی ترسیل کی اجازت دی جائے۔"

مرکز کی طرف سے چھوٹی مجالس کے لئے آسان رپورٹ فارم شائع ہو چکے ہیں۔ مجالس مرکز سے منگوا سکتی ہیں۔ تاہم اچھی مستعد مجالس کو مختصر فارم کی بجائے اصل فارم پر ہی رپورٹ بھجوانی چاہیئے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

احسن اسمٰعیل صدیقی۔ گوجرہ

اللہ کا پیارا دیکھ لیا

ربوہ کی چٹانوں سے جاری عرفان کا دھارا دیکھ لیا
اک وادیٔ خشک و ویراں میں جنت کا نظارا دیکھ لیا

اسلام کی دنیا میں روشن اک نور کا تارا دیکھ لیا
اللہ کے پیاروں نے گویا اللہ کا پیارا دیکھ لیا

دنیا کی ہر اک شے پہ ہوئی ایماں کی حرارت تیز ہوئی
اب ہم نے مسیح و مہدی کا اک راج دلارا دیکھ لیا

فرمانِ خدا، ارشادِ نبیؐ اقوالِ بزرگاںؒ کیا کہئے
لکھا ہے حدیثوں میں جو کچھ وہ سارے کا سارا دیکھ لیا

اسلام کی خاطر جیتے ہیں، اسلام کی خاطر مرتے ہیں
اس دور کی چشمِ بینا نے انداز ہمارا دیکھ لیا

وہ حافظِ قرآں ناصرِ دینِ احمدؐ ذیشاں دیکھ لیا
وہ اپنی تمنا دیکھ لیا۔ بے چاروں کا چارا دیکھ لیا

یہ نورِ خدا کے پروانے یہ شاہِ امم کے دیوانے
توحید کے نغمے گاتا ہے ہر عشق کا مارا دیکھ لیا

ہم کفر کی دنیا میں جا کر اسلام کا جھنڈا گاڑ آئے
باطل کو ہوا ہے میداں میں ہر سو جو خسارا دیکھ لیا

امواجِ تلاطم سے کہہ دو اس جوشِ غضب سے کیا حاصل
گرداب سے ہم بچ نکلے ہیں، دریا کا کنارا دیکھ لیا

اے دنیا بھر کے داناؤ، اب کشتیٔ نوحؑ میں آ جاؤ
طوفانِ بلا سے بچنے کا جو تم نے ہے چارا دیکھ لیا

ایسے میں بھلا ان سنگ دلوں سے عرضِ تمنا کون کرے
اک لفظِ محبت تک بھی نہیں ہے جن کو گوارا دیکھ لیا

اے میرے خدا! بس تیرے سوا کوئی بھی نہیں ہے ہم اپنا
اغیار تو خیر اغیار ہوئے، اپنوں کا سہارا دیکھ لیا

سچ پوچھتے ہو تو اے احسن! کعبہ کی دعاؤں نے بخشا
ربوہ کی زمینِ اقدس کو جنت کا نظارا دیکھ لیا

اعجاز احمد محمود لائلپور

ہوائی سفر

مستقبل قریب سے ایک انٹرویو!

اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے۔ اس کی ربوبیت کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ وہ ہر لحہ ہر چیز کو ترقی دے رہا ہے۔ جب ہم سائنس کی روز افزوں ترقیات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقتوں اور حکمتوں کے نرالے پہلو ہمیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔

سائنس کی مختلف شاخیں اس تیزی سے ترقی کر رہی ہیں کہ آج کے انسان کے لئے اب سے صرف پچاس سال کی دنیا کا تصور بھی محال ہے۔

سرعت کے ساتھ ترقی کے اس تصور میں میں نے آج آئندہ چند برسوں (مستقبل قریب) سے انٹرویو لیا ہے۔ جو حاضر خدمت ہے۔

"جناب مستقبل قریب صاحب! کیا آپ مجھے انٹرویو کے لئے کچھ وقت دے سکتے ہیں؟"

مستقبل قریب:۔ "آپ کا یہ سوال تو انتہائی عجیب ہے، وقت تو میرا وجود ہے گویا آپ میرے وجود کا کچھ حصہ طلب کرتے ہیں۔ یہ تو سراسر ظلم ہے۔"

"میرا مطلب یہ ہے کہ کیا میں آپ کی گود میں سائنس کی ترقی کو جھانک سکتا ہوں؟ میں اس بات کا بے حد مشتاق ہوں کہ معلوم کروں کہ سائنس کس قدر سرعت سے ترقی کر رہی ہے۔" میں نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

مستقبل قریب:۔ "بہت خوب! میں آپ کے ذوق کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔"

"شکریہ" (میں نے خوشی کے لہجہ میں کہا)

"سب سے پہلے میں ہوائی سفر کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ ہوائی جہاز ایجاد ہوئے قریباً ۵۰ سال ہوئے ہیں۔ اب تو یہ پرانی چیز سمجھا جانے لگا ہے۔ جیٹ کو ایجاد ہوئے ابھی تیس سال نہیں ہوئے۔ جیٹ طیارے ان سے بہتر ہیں۔ کیونکہ یہ زیادہ اونچے اور تیز رفتاری سے اُڑ سکتے ہیں۔ کیا آپ اس میدان میں اپنے عہد میں ہونے والی ترقی پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟"

مستقبل قریب:۔ اب سے بیس سال بعد جیٹ کی جگہ راکٹ عام ہو جائیں گے۔ جن کا اصول پرواز تو وہی ہے لیکن رفتار کہیں زیادہ ہے خلائی سفر میں پچیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑنے والے راکٹ چھوڑے جا چکے ہیں میں اس نئی ترقی کا امین ہوں۔ جب دنیا کے

کسی بھی حصے تک صرف ایک گھنٹے میں پہنچا
جا سکے گا۔

"لیکن جناب" میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔
" اس وقت بھی تو جیٹ طیارے کے ذریعے چھ ہزار
میل کا فاصلہ چھ گھنٹوں میں طے کیا جا سکے گا۔ یہ بھی
کچھ کم تو نہیں۔ مجھے تو اس رفتار پر بھی حیرت ہوتی ہے
اور سوچنے لگتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس قدر
طاقت اور حکمت سے سرفراز کیا ہے جس کی بدولت
اس کی ترقی حیرت انگیز نقطۂ عروج تک پہنچ چکی ہے۔"

مستقبل قریب: "اگر آپ جیٹ کی اس رفتار پر
قانع ہیں تو یہ میرے لئے ہنسی کا معقول جواز
ہوگا۔ میرے اندازے کے مطابق میرے عہد میں
بہت جلد تقریباً ڈیڑھ لاکھ فٹ کی بلندی پر
پرواز کرنے والے راکٹی طیارے عام ہو جائیں گے
جن کی رفتار بیس ہزار میل فی گھنٹہ سے کم نہیں
ہوگی۔ کیونکہ اس سے زیادہ رفتار پر طیارہ
مصنوعی سیارچہ بن جائے گا۔ اور ایک ملک
سے دوسرے ملک جانے کی بجائے زمین کے
چاروں طرف گردش کرنے لگے گا۔"

"اس وقت تو سیر و تفریح اور حادثات کے وقت مدد
پہنچانے، سیلاب اور آگ میں گھرے ہوئے لوگوں
کو مصیبت سے بچانے کے لئے ہیلی کوپٹر اور چھوٹے
طیاروں کا استعمال عام ہو چکا ہے اور پھر کئی طیاروں
کو زمین سے اٹھنے کے لئے دور دوڑنے کی ضرورت
بھی نہیں رہی۔ وہ زمین سے ہوا میں سیدھے اٹھ
جاتے ہیں۔" میں نے حالیہ ترقی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

مستقبل قریب: "لیکن میری نظر میں یہ ابھی ابتدائی
دور سے گزر رہے ہیں۔ میرے عہد میں انہیں
مزید ترقی دی جائے گی۔ باربرداری کے لئے
بڑے بڑے طیارے استعمال کئے جائیں گے۔
جن کی شکل موجودہ طیاروں سے قطعی مختلف ہوگی
وہ راکٹ اور جیٹ طیاروں کا مجموعہ ہوں گے
دو منزلہ راکٹ کو اس طیارے کی رفتار تیز کرنے
کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ طیارے کی لمبائی
دو سو فٹ کے قریب ہوگی۔ بہت سے سامان
کے علاوہ اس میں تیس مسافروں کے بیٹھنے کی
گنجائش بھی ہوگی۔ اس میں محلول ایندھن استعمال
کیا جائے گا جس سے وہ تقریباً پندرہ ہزار
میل فی گھنٹہ تک کی رفتار سے پرواز کرے گا۔"

"مجھے یقین نہیں آتا۔ یہ باتیں تو ابھی ناممکن نظر آتی ہیں"

مستقبل قریب: "سبحان اللہ! کیا اللہ تعالیٰ
ایسا کرنے پر قادر نہیں؟

میرے عہد میں اس قسم کا طیارہ اپنے سفر کا زیادہ
حصہ بالائی طبقات میں طے کریگا۔ جب منزل
قریب آ جائے گی۔ تو وہ گلائیڈر کی طرح نیچے
اترے گا۔ سامنے کا حصہ ایسے مادے یا دھاتوں
سے بنایا جائے گا جو ڈھائی ہزار درجے فارن
ہیٹ تک کا ٹمپریچر برداشت کرنے کے
قابل ہو۔

تیز رفتاری اور زبردست رگڑ کے باوجود طیارے

کو کسی قسم کا نقصان نہ ہوگا۔ اور مسافر بھی محفوظ رہیں گے۔"

"خوہ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی" میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

مستقبل قریب:۔ (مسکراتے ہوئے)

"ہاں تو اس طیارے میں ہوا باز کا کام نہ ہونے کے برابر ہوگا۔ راستہ تلاش کرنے کے لئے ایسے خودکار آلات لگے ہوں گے۔ جنہیں کام کرنے کے لئے نہ روشنی کی ضرورت ہوگی نہ دیکھ بھال کی۔ ان خوبیوں کے باوجود اس طیارے کا وزن پچاس ساٹھ ہزار پونڈ سے زیادہ نہ ہوگا ایندھن بھرنے کے بعد وزن ڈیڑھ لاکھ پونڈ کے قریب ہو جائے گا۔ انجنوں میں پچاس ہزار پونڈ کی قوت ہوگی۔ جو آن کی آن میں پورے طیارے کو ایک لاکھ فٹ سے زیادہ اونچائی تک لے جائیں گے۔ اس کے ساتھ اس کی رفتار بھی بڑھاتے جائیں گے۔"

"بہت خوب! کیا اب آپ ٹیلیفون کی ترقی کے متعلق بھی کچھ بتائیں گے؟"

مستقبل قریب:۔ کیوں نہیں۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ قارئین کرام سے پوچھ رکھیں۔ اگر میری باتیں اُن کی دلچسپی کا موجب ہیں تو میں اگلی بار ضرور کچھ عرض کروں گا۔

اب اجازت دیجئے۔ خدا حافظ۔"

"خدا حافظ"۔ میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ

حکایات

ا۔ سرکس میں سرکس

لاہور کا ذکر ہے۔ کہ ایک دفعہ وہاں ایک مشہور سرکس آیا۔ جس روز میں دیکھنے گیا۔ اس دن ساری سیٹیں بھری ہوئی تھیں۔ تِل رکھنے کو کہیں جگہ نہ تھی۔ سامنے تھرڈ کلاس کی گیلری میں لوگ اس قدر پھنسے بیٹھے تھے کہ ان کے لئے سانس لینا بھی مشکل تھا۔ اور وہاں سے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد گھنگروؤں کی چھن چھن کی آواز بھی آرہی تھی۔ معلوم ہوا کہ ضلع شاہ پور کے بعض شوقین شکاری اپنے شکاری بازوں کو ہاتھوں پر لئے بیٹھے ہیں اور یہ آواز ان کے گھنگروؤں کی ہے جو بازوں کے پیروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ خیر تماشہ شروع ہوا۔ اور جب آدھ گھنٹہ کے قریب ہو چکا تو تھرڈ کلاس کی گیلری میں جہاں بازوں والے شکاری بیٹھے تھے۔ یکدم ایک شور اُٹھا۔ پھر گالم گلوچ اور آخر میں مار کٹائی اور لکڑیاں چلنے کی آوازیں آنی شروع ہوگئیں۔ لوگ اتنے کھچ کھچ اور پھنسے ہوئے بیٹھے تھے۔ کہ نہ سامنے اُتر سکتے تھے نہ کسی طرف کو جا سکتے تھے نہ گیلری کے نیچے جو خالی جگہ تھی اس میں کُود کر باہر بھاگ سکتے تھے۔ گالیوں کے ساتھ ساتھ لکڑیاں پٹنے کی آواز بھی بلند ہوتی گئی۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ میرا سر پھٹ گیا ہے۔ کوئی اپنے چہرہ پر سے خون پونچھتا تھا مگر سب

بلند اور اونچی آواز یہی تھی۔ کہ دیکھنا میرے باز کو چوٹ نہ لگے ہزار روپیہ کا باز ہے۔ مجھے بے شک مار لے۔ مگر دیکھنا باز کا نقصان نہ ہو۔ اُدھر فریق ثانی چاہتا تھا۔ کہ ان بازوں کو ہی فنا کردے۔ کیونکہ قصور باز کا تھا نہ باز والے کا۔ خیر تُوں، تُوں کرکے پولیس آگئی۔ لڑنے والے پکڑے گئے۔ اور وہ سارا لشکر تھانہ کی طرف بھیجا گیا۔ تو اصل حال کُھلا۔ بات یہ ہوئی۔ کہ ایک ریلوے کا کلرک جو بیس روپیہ کا ملازم تھا۔ اس نے اس سال اپنی تنخواہ میں سے بچا بچا کر اور اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر اتنی رقم جمع کی کہ جاڑے میں اپنے لئے ایک گرم کوٹ بنا سکے۔ وہ کوٹ بہت خوبصورت کشمیرے کا تھا اور اسی دن درزی کے ہاں سے سل کر آیا تھا۔ بابو اس کوٹ کو پہنکر فخریہ سرکس کے منڈوے میں داخل ہوا۔ اور گیلری کی ایک بنچ پر تماشہ دیکھنے بیٹھ گیا اس سے اوپر والے بنچ پر باز والے شکاری بیٹھے تھے۔ جب تماشہ شروع ہوا۔ اور لوگوں نے ہر کرتب کے بعد تالیاں پیٹنی شروع کیں۔ تو باز گھبرائے اور بار بار شکاریوں کے ہاتھوں پر حرکت کرنے اور پھڑپھڑانے لگے۔ جس کی وجہ سے ان کے گھنگروؤں کی آواز بعض دفعہ اتنی بلند ہوتی تھی۔ کہ نزدیک کے لوگ سرکس کا تماشہ کرنے والوں کی باتیں نہیں سُن سکتے تھے اس پر پہلے تو آہستہ آہستہ تُو تُو مَیں مَیں شروع ہوئی مگر ابھی معاملہ اس سے آگے نہ بڑھا تھا۔ کہ ایک باز نے اس زور سے اپنی بیٹ کی پچکاری اس ریلوے بابو کی طرف شوٹ کی۔ کہ بچارا سر سے پیر تک چھینٹم چھینٹ ہوگیا۔ اور وہ اعلیٰ درجہ کا کوٹ جو مدتوں کی تمناؤں اور پیسہ پیسہ جمع کرکے اس نے ایک فیشن ایبل درزی سے سلوایا تھا۔ اور اسی دن پہلی دفعہ پہنکر اپنے گھر سے سیدھا سرکس میں آیا تھا۔ گردن سے لیکر نیچے تک سفید داغوں سے آلودہ اور افشاں ہوگیا۔ بلکہ ٹوپی گردن چہرہ اور کوٹ سبھی تر بتر ہوگئے۔ غریب بابو تو اس صدمہ سے قریب المرگ ہوگیا۔ مگر اس کے ساتھیوں نے اپنی لکڑیاں سنبھال لیں اور جنگ شروع ہوگئی۔ باز دار لوگ چونکہ اپنے ہاتھوں پر بازوں کو بٹھائے ہوئے بلکہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ سوائے اس کے کہ یہ الفاظ بار بار چیخکر کہیں کہ "دیکھنا ہزار روپیہ کا باز ہے"۔ اسے چوٹ نہ لگے۔ اپنے تئیں ڈیفنسڈ نہ کرسکتے تھے۔ مگر ریلوے بابو کی تو ساری پونجی۔ سارا حسن ساری زینت تباہ ہوچکی تھی۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے حملے برابر جاری رہے۔ آخر اس ڈر سے کہ کہیں کوئی باز اس معرکہ میں کام نہ آجاوے وہ باز دار مجبور ہوکر بنچوں کے درمیان میں سے گیلری کے نیچے کود گئے۔ اور جان سلامت لے کر بھاگ گئے۔ مگر پھر بھی یہ دنگہ فساد اتنا بڑھا کہ پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔ بلکہ بیس پچیس منٹ کے لئے سرکس والوں کو بھی اپنا تماشہ بند کرنا پڑا۔ جب وہ سب لوگ پولیس کی حراست میں تھانہ انارکلی کی طرف دفعہ ۱۴۷ کے ماتحت پکڑے جاکر وہاں سے رخصت ہوئے تو پھر تماشہ دوبارہ شروع ہوسکا۔ اور سرکس کے اندر جو ایک دوسرا سرکس شروع ہوگیا تھا۔ اس سے امن ملا۔ مگر پھر بھی باقی لوگوں میں آخر تک یہ بحث جاری رہی کہ قصور کس کا تھا۔ ان کا جو بازوں کو اندر لائے تھے یا ان کا

جو بازوں کو دیکھکر پھر بھی ان کے زیر سایہ تماشہ دیکھنے بیٹھ گئے تھے۔ مگر ایسی باتوں کا تو نہ کبھی فیصلہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ لیکن مجھ پر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ جب انسان کسی مجلس میں جائے۔ تو لٹ ایسی جگہ بیٹھنا چاہیئے۔ جو (OUT OF THE LINE OF FIRE.) ہو۔ یعنی آتشین لائن کی زد سے الگ:

۲۔ کیمیا گر

پہلے کیمیا گر چاندی سے سونا بنانے کے دعویدار تھے۔ پھر یہ لوگ سونے کے زیور کو ہی دو گنا چو گنا کرنے لگے اور حال کے کیمیا گر تو نوٹوں کو دو گنا کرنے کے مدعی ہیں۔ مگر یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹّے بٹّے ہیں۔ ہمیشہ ایسے اشخاص کوئی نہ کوئی شکار پھانس لیتے ہیں اور اس کا روپیہ یا زیور بڑھانے یا دو گنا کے بہانے ٹھگ کر خود تو چنپت ہو جاتے ہیں۔ اور اس بیوقوف کو روتا چھوڑ کر دوسروں کے لئے عبرت بنا جاتے ہیں۔ مگر اکثر لوگ پھر بھی اصل معاملہ کو نہیں سمجھتے اور یہی کہتے رہتے ہیں کہ صرف یہ فقیر ٹھگ اور بے ایمان تھا۔ مگر کیمیا تو برحق علم ہے ہی۔ سنیئے تو سہی بزرگ لوگ کیا فرماتے ہیں ؎

کیمیا و سیمیا و ریمیا
کس نداند جز بذاتِ اولیاء

حالانکہ اصل یہ ہے کہ کیمیا تو ہے مگر یہی جس کا نمونہ یہ ٹھگ دکھاتے ہیں۔ اور چند گھنٹے کے اندر ہزاروں روپیہ کا مال ہضم کر جاتے ہیں۔ اور دوسرے طالبوں کو بھی سکھا جاتے ہیں۔ کہ بس یہی ترکیب ہے تم بھی اسی طرح لوگوں کا مال خورد برد کر لیا کرو۔ اور یہی کیمیا کا نسخہ ہے۔ مگر لوگ اس کیمیا کے طالب ہیں جو دنیا میں موجود نہیں اور جو ہے اس پر عمل نہیں کرتے۔ بس اتنا سا فرق ہے اور ذرا سا سمجھ کا پھیر ہے۔ ورنہ وہ کیمیا ساز تو بیچ بچ کامیابی سے اپنا فن دکھا جاتے ہیں۔ اور سکھا بھی جاتے ہیں۔ میرے ایک بزرگ تھے ان سے جو شخص بھی یہ ذکر کرتا کہ مجھے کیمیا بنانی آتی ہے۔ آپ مجھ سے سیکھ لیں۔ تو وہ یہی فرمایا کرتے تھے۔ بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ سیر دو سیر سونا بنا کر اس میں سے صرف پاؤ بھر مجھے دیدیں۔ باقی خود خرچ میں لے آئیں۔ آپ کے ہوتے مجھے سیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میری ضروریات کے لئے تو آپ کا دیا ہوا پاؤ بھر سونا بھی بہت کافی ہے۔ ایسے جواب کے سامنے کوئی کیمیا گر بھلا کہاں ٹھہر سکتا ہے؟ بس خاموشی سے منہ لٹکائے واپس چلا جاتا تھا۔ اس تمہید کے بعد میں ایک اصلی واقعہ اسی کیمیا گری کا سُنا دیتا ہوں۔

میرا ایک عزیز ایک دفعہ میرے پاس روتا ہوا آیا۔ میں نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگا میں تو لٹ گیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ میرے اپنے مال کے سوا دوسروں کا بھی کچھ مال میں نے قرض لیا تھا وہ بھی ساتھ ہی گیا۔ میں نے پوچھا آخر کیا ہوا۔ معاملہ تو بتاؤ؟ بیچارے کی غم کے مارے گھگی بندھی ہوئی تھی۔ بڑی مشکل سے اس نے بتایا کہ مجھے مدتوں سے کیمیا کی دھت لگی ہوئی تھی کشتے اور بھٹیاں لگاتے لگاتے جو اندوختہ تھا وہ دفعتہ ختم ہو گیا پھر نوکری کی وہ بھی بے حیثیت۔ مگر اس کیمیا سے

بلکہ آدھی آمدنی روپیہ اسی شوق کی نذر ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ نہایت سخت تنگی سے گذران ہوتی تھی۔ تین چار دن ہوئے ایک فقیر آیا۔ نہایت معتبر بلکہ بزرگ صورت اور آتے ہی تصوف کے چند کلمات اور کچھ چکنی چپڑی مگر مؤثر باتیں سنائیں۔ ایسی کہ میں تو مسحور ہو گیا۔ رات کو وہ میرے ہاں ہی ٹھہرا۔ وظیفے اور نمازیں پڑھتا رہا۔ صبح کو اس نے میرے ہاتھ پر ایک ٹکڑا سونے کا رکھ دیا۔ کہ مجھے مفت خورہ مہمان مت سمجھو۔ میں غریب نہیں ہوں۔ خدا تعالےٰ نے بڑے بڑے علم سکھائے ہیں ازاں جملہ ایک کیمیا کا علم بھی ہے۔ جو خاص وراثت اولیاء کی ہے۔ یہ ٹکڑا سونے کا لو۔ اور فروخت کر کے میرے لئے فلاں فلاں چیز خرید کر لا دو۔ میں تو پہلے ہی کشتۂ کیمیا تھا۔ سونا دیکھتے ہی رال ٹپک پڑی۔ سنار کے ہاں وہ ٹکڑا سونے کا فروخت کیا۔ اس نے بھی کہا۔ یہ سونا اتنا کھرا ہے کہ کبھی شاذ و نادر ہی بازار میں ایسا آتا ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ میں تو شاہ صاحب کا مرید ہو گیا۔ اور اس سے زیادہ عاجزی کے ساتھ اس نسخہ کا طلبگار ہوا۔ جتنی عاجزی کبھی ساری عمر خدا تعالےٰ کے آگے نہ کی ہو گی۔ خیر اسے بھی رحم آگیا۔ کہنے لگا۔ کہ فی الحال ایک چونی لے آ۔ میں لے آیا۔ اس نے اس پر کچھ دوا لگائی۔ کچھ چھڑکی پھر اسے آگ میں رکھ دیا! تین گھنٹے کے بعد مجھے بلا کر میری ہتھیلی پر خالص سونے کی ایک چونی رکھ دی۔ جس پر وہی تصویر اور وہی سنہ تھا۔ جو اصلی چونی پر تھا۔ اب تو میرے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ غریبی۔ پرانی دھت۔ پہلی ناکامیابیاں اور آنکھوں کے سامنے ایک بزرگ صفت آدمی کا سونا بنا کر دکھا دینا۔ غرض میں اس شخص کا بندۂ بے دام ہو گیا۔ شاہ صاحب بھی کچھ کچھ ہاں ہوں کرنے لگے۔ آخر یہ فیصلہ ٹھہرا۔ کہ کم از کم دو سو روپیہ کا زیور چاندی کا ہو۔ یا چاندی روپیہ کی ہی صورت میں جمع کی جائے۔ تاکہ پہلا گھان سونے کا تیار ہو سکے۔ اس کے بعد یہ عمل سکھا بھی دیا جائے گا۔ میں تو سنتے ہی گھر کو دوڑا۔ اور غریب ماں کے زیور کا صندوقچہ اٹھا لیا۔ اس کے علاوہ میرے اپنے پاس کچھ روپے تھے۔ پھر ایک دو محلے والوں سے پچاس کے قریب روپے قرض لے کر سب کو شاہ صاحب کے حوالہ کیا۔ اور انہوں نے ایک بھٹی گھر کی بیٹھک میں چڑھا دی۔ جو رات بھر گرم رکھی جانی تھی مجھ سے شاہ صاحب نے کہا کہ تم بھی رات کو یہاں آ جانا۔ میں نے کہا۔ مجھے آپ پر کامل اعتبار ہے۔ اور رقم معمولی ہے۔ اور میری والدہ گھر میں اکیلی ہے میں صبح ہی حاضر ہوں گا۔ رات بھر مجھے خوشی کے مارے نیند نہیں آئی۔ ڈھائی سیر پختہ سونا خالص سونا۔ یعنی دو سو روپیہ کے بدلے پانچ ہزار روپیہ نقد۔ اور نسخہ الگ۔ صبح ہوتے ہی باہر نکلا۔ تو شاہ صاحب کے کمرہ کی کنڈی اندر سے لگی ہوئی تھی۔ بہتیرا کھٹکھٹایا شاہ صاحب کو آوازیں دیں۔ مگر کوئی نہ بولا۔ آخر دیوار پھاند کر باہر کی طرف سے گیا۔ تو نہ شاہ صاحب نہ روپیہ نہ دونوں میں سے کسی کا نشان۔ البتہ بھٹی ٹھنڈی پڑی ہوئی میری قسمت کو رو رہی تھی۔ بہت دوڑ بھاگ کی۔ کچھ پتہ نہ ملا۔ اب بوڑھی ماں کو غش پر غش آ رہے ہیں۔ اور لوگ اپنے قرضہ کا تقاضا کر رہے ہیں اور مجھے ہر جگہ

لعنت ملامت پڑ رہی ہے۔ بتائیے میں کیا کروں؟

میں نے کہا افسوس کیوں کرتے ہو بے شک وہ شخص تمہارا روپیہ تو لے کر بھاگ گیا مگر نسخہ تو سکھا گیا۔ میرے عزیز نے سخت غصہ سے کہا۔ کہ نہ وہ سکھا گیا اور نہ اس خبیث کو خود آتا تھا۔ میں نے کہا اُسے آتا تھا۔ اور وہ یہی تو تھا کہ تم سے بغیر محنت کے پورے دو سو روپے وصول کر کے چل دیا۔ اس سے زیادہ اور کیمیا کسے کہتے ہیں؟ اور تمھیں بھی سکھا گیا کہ جب بھی روپے کی ضرورت ہوا کرے یہی نسخہ استعمال کیا کرو۔ بس یہی کیمیا ہے۔ اس نے جل بھن کر کہا۔ کہ کیمیا برحق ہے مگر یہ شخص ٹھگ تھا کیا آپ نے نہیں سُنا ؎

کیمیا و سیمیا و ریمیا
کس نداند جز بذاتِ اولیاء

میں نے کہا وہ یہی کیمیا و ریمیا ہے جو شاہ صاحب آپ کو تعلیم دے گئے ہیں۔ وہ اولیاء بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جیسے شاہ صاحب قبلہ تھے جو آپ کے گھر میں ٹھہر کر اور آپ کو مونڈ کر چلے گئے۔ پس بسم اللہ کر کے اس پر عمل شروع کر دیجئے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی کیمیا نہیں۔ وہ صاحب کہنے لگے۔ کیا پھر یہ سب جھوٹ ہی جھوٹ ہے؟ میں نے کہا۔ اور کیا؟ بھلا ایمان سے کہو۔ تم نے کبھی بھی سُنا ہے کہ کسی شخص نے واقعی سونا بنا لیا ہو۔ پھر وہ اس وجہ سے بڑا بھاری امیر اور متموّل بن گیا ہو۔ بات یہ ہے کہ دنیا میں جنوں کی طرح طرح کی قسمیں ہیں ایک ان میں سے یہ بھی ہے۔ کہ سوچتے بوجھتے ساری دولت برباد کر دیتے ہیں۔ اور پھر بھی جو پیسے کماتے ہیں۔ وہ اسی میں پھونکتے رہتے ہیں۔ تُف ہے ایسی عقل پر اور لعنت ہے ایسے منحوس پیشے پر۔ اے بیوقوف اگر تو نے قلب ماہیّت ہی کرنی تھی۔ تو بجائے تانبے کے اپنے نفس کی قلب ماہیّت کی ہوتی۔ اور اُسے کندن بنایا ہوتا۔ ورنہ سوچ لے کہ یہ کام تجھے کہاں سے کہاں لے جائے گا۔ اب تو صرف دو سو[۲۰۰] روپیہ ہی گیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آئندہ رہنے کا ٹھیکرا بھی جائے۔ مگر سونا پھر بھی نہ بنے گا۔

خواجہ عبدالمومن صاحب

نعت

مرے دل کی راحت ہیں پیارے محمدؐ
مری آنکھ کے ہیں ستارے محمدؐ

ہیں آقا مرے سب جہانوں کے محسن
ہیں دنیا کے رہبر ہمارے محمدؐ

انہیؐ سے منوّر ہوئی ساری دنیا
یہ سب چاند سورج ستارے محمدؐ

گناہوں میں تھے سر بسر ہو ملوّث
انہیں کر گئے ماہ پارے محمدؐ

محمدؐ ہیں سارے جہانوں کے والی
ہیں دنیا جہاں کے سہارے محمدؐ

لائحہ عمل شعبہ تعلیم

(ذیل میں شعبۂ تعلیم کا مکمل لائحۂ عمل پیش کیا جا رہا ہے۔ جس میں تعلیم کا نیا نصاب بھی ہے۔ امید ہے کہ مجالس اس نصاب کی ابھی سے تیاری شروع کر دیں گی) (ادارہ)

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

(خدا کی خشیت اور تقویٰ علم ہی سے پیدا ہوتا ہے)

شعبہ تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ جملہ خدام دنیاوی تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ دینی تعلیم کے نور سے منور ہوں۔ نیز ناخواندگی کو مکمل طور پہ دور کیا جائے۔ مرکز توقع رکھتا ہے کہ ہر خادم کو کم از کم (۱) قرآن کریم ناظرہ پڑھنا آتا ہو (۲) نماز باترجمہ آتی ہو (۳) اپنے دستخط کرنے آتے ہوں (۴) قرآن مجید کی آخری دس سورتیں زبانی یاد ہوں۔ جو خدام اس کم از کم معیار پہ پورے اترتے ہوں ان کو مندرجہ ذیل تفصیلی سکیم کی روشنی میں آگے لے جانے کی کوشش کی جائے:۔

قرآن کریم

ا:۔ خدام میں قرآن کریم کے مطالعہ کا شغف پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس مقصد کے لئے وقتاً فوقتاً قراءۃ قرآن مجید اور حفظ قرآن مجید کے مقابلے کروائے جائیں۔

ب:۔ خدام میں قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ سیکھنے کا شوق پیدا کیا جائے اور سلسلہ کی طرف سے مقرر کردہ انتظام سے خدام زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔

ج:۔ جو خدام قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہوں انہیں تفسیر کے مطالعہ کی تحریک کی جائے۔

نماز

جو خدام سادہ نماز یا نماز باترجمہ نہ جانتے ہوں انہیں سکھانے کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔ کوشش کی جائے کہ کوئی خادم ایسا نہ رہ جائے جسے نماز باترجمہ نہ آتی ہو۔ ہر ماہ تدریجاً بعض خدام کو مخصوص کر کے نماز باترجمہ سکھائی جائے اور ماہانہ رپورٹوں میں نئے سیکھنے والے خدام کی تعداد کا ذکر کیا جائے۔

احادیث

خدام میں مطالعہ احادیث کا شوق پیدا کیا جائے اور اس سلسلہ میں انہیں تحریک کی جائے کہ وہ احادیث کی مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کریں:۔

(۱) چالیس جواہر پارے

(۲) نبراس المؤمنین

(۳) احادیث الاخلاق

(۴) حدیقۃ الصالحین

نوٹ: شعبہ تعلیم کی طرف سے رسالہ "خالد" میں دینی اسباق کا جو سلسلہ شائع کروایا جائے۔ مجالسِ خدام کو وہ اسباق یاد کروائیں اور وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہیں کہ خدام نے کس حد تک ان سے استفادہ کیا ہے۔

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدام پر کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ کی اہمیت واضح کی جائے۔ ہر ماہ مجالس ایک کتاب مقرر کر دیا کریں جس کا پڑھنے والے حسبِ سہولت زبانی یا تحریری امتحان دینے کے بعد اپنے تعلیمی کارڈ میں اندراج کروالیا کریں۔

آئندہ سال کے عرصہ میں ہر خادم کم از کم سات کتب کا مطالعہ کرے۔ خدام کی سہولت کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب مقرر کی گئی ہے۔ ان کتب اور ترتیب میں حسبِ حالات ردوبدل کیا جاسکتا ہے۔

ماہ نبوت (نومبر) لیکچر سیالکوٹ

فتح و صلح (دسمبر و جنوری) سراج منیر

تبلیغ و امان (فروری و مارچ) ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی

شہادت و ہجرت (اپریل و مئی) آسمانی فیصلہ

احسان و وفا (جون و جولائی) چشمۂ مسیحی

ظہور و تبوک (اگست و ستمبر) تجلیاتِ الٰہیہ

اخاء (اکتوبر) کشتی نوح۔

(مہتممین مرکزیہ اور قائدینِ علاقائی و اضلاع سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کے دیگر لٹریچر کے مطالعہ میں مجالس کے لئے اپنا ذاتی نمونہ بڑھ چڑھ کر پیش کریں گے نیز ماہانہ رپورٹ میں اس کا ذکر کریں گے)

عام تعلیم

۱۰۰ خدام کو عام دینی اور دنیوی معلومات بڑھاتے رہنے کی باقاعدگی سے تلقین کی جائے۔ خاص طور پر الفضل۔ خالد اور دیگر اخبارات و رسائل کے مطالعہ کی تلقین کی جائے۔

عام دینی معلومات کا امتحان ہر تین ماہ کے بعد ہوا کرے جس میں تمام خدام کی شرکت لازمی ہو اور نتیجہ سے مرکز کو آگاہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں کتابچہ "عام دینی معلومات" شائع کردہ شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے استفادہ کیا جائے۔

شہری مجالس میں ایک تعلیمی کمیٹی مقرر کی جائے جو وقتاً فوقتاً خدام کے تعلیمی رجحان قومی اور ملکی ضروریات کے زیرِ نظر جائزہ لے کر خدام کی مناسب رنگ میں رہنمائی کرتی رہے۔

سلسلہ کے لٹریچر میں سے حسبِ ذیل کتب کے مطالعہ کی طرف خدام کو خاص طور پر توجہ دلائی جائے:۔

(۱) دعوۃ الامیر (۲) ہستی باری تعالیٰ

(۳) سیرۃ خیر الرسل (۴) تبلیغِ ہدایت (۵) درّثمین

(۶) تاریخِ احمدیت۔

قرآن کریم، احادیث، اسلام اور احمدیت کو صحیح معنوں میں سمجھنے کے لئے عربی زبان کا جاننا نہ

ضروری ہے۔ مجالس اپنے اپنے وسائل کے مطابق عربی سیکھنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ باقاعدگی سے سکھانے کا بھی انتظام کریں۔

مجلس انصار سلطان القلم

(ا) مجالس خدام میں مضمون نویسی کا شوق پیدا کرنے کی غرض سے مجلس انصار سلطان القلم قائم کریں جس کا کم ازکم ہر تین ماہ کے بعد اجلاس ہوا کرے جس میں خدام مقالہ جات لکھ کر سنایا کریں۔ اس کے علاوہ بھی خدام کو زیادہ سے زیادہ مضامین لکھنے کی طرف توجہ دلائی جائے بہترین مقالہ کو مرکز میں بھجوایا جائے تاکہ رسالہ "خالد" میں شائع کیا جا سکے۔

(ب) ہر شہری مجلس مرکزی مضمون نویسی کے انعامی مقابلہ میں کم ازکم ایک نمائندہ ضرور شریک کرے۔

بزمِ حسنِ بیان

خدام میں قوتِ بیانیہ کو ترقی دینے کے لئے مجالس "بزمِ حسنِ بیان" کے قیام کا انتظام کریں (اس کے لئے علیحدہ سیکرٹری مقرر کیا جائے) جس کا اجلاس ہر ماہ ہوا کرے۔ ہر مجلس کے چیدہ چیدہ مقررین کے اسماء مرکز میں بھجوائے جائیں اور نئے مقررین تیار کرنے کی کوشش کریں۔

روزانہ تعلیمی کلاس

ہر مجلس کوشش کرکے اپنے ہاں روزانہ تعلیمی کلاس یا نائٹ سکول کا انتظام کرے جس میں باقاعدگی سے، از باترجمہ عربی سکھانے اور ناخواندہ خدام کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے۔ ناخواندہ خدام کی مکمل فہرست تیار کرکے منظم طور پر اُن کی تعلیم کی کوشش کی جائے۔ کم ازکم ہر ناخواندہ کو اپنے دستخط کرنے اور معمولی لکھنا پڑھنا ضرور سکھایا جائے۔

اچھے تعلیم یافتہ خدام کے سپرد ناخواندہ یا کم تعلیم رکھنے والے خدام کر دیئے جائیں جو اُن کے حالات کے مطابق مناسب تعلیم دیں۔

دارالمطالعہ و لائبریری

مجالس کوشش کریں کہ ان کے ہاں دارالمطالعہ ضرور قائم کیا جائے۔

بڑی بڑی مجالس اپنے ہاں لائبریری قائم کرکے اس میں مفید کتب کا اضافہ کرتی رہیں۔

لائبریری قائم کرنے کے بعد اس بات کی بھی نگرانی کی جائے کہ خدام اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں۔

تعلیمی و تربیتی کلاسیں اور اجتماعات

بڑی بڑی مجالس اپنے ہاں تعلیمی و تربیتی کلاسز اور اجتماعات کا ضرور انتظام کریں۔ نیز کوشش کی جائے کہ ہر ضلع میں یہ ضرور منعقد ہوں۔ ان کلاسوں کے انعقاد سے قبل تعلیمی نصاب معین کرکے باقاعدہ طور پر پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔

ان کلاسوں کے علمی مقابلہ جات میں صرف وہ خدام شریک ہوں جن کے پاس تعلیمی کارڈ اور ان کے اندراجات مکمل ہوں۔

مرکزی تعلیمی و تربیتی کلاس

امسال مرکزی تعلیمی و تربیتی کلاس میٹرک کے امتحان کے بعد ہوگی معین تاریخوں کا بعد میں اعلان کر

دیا جائے گا۔ اِس کلاس میں مجالس کو ایسے نمائندے بھجوانے چاہئیں جو اس سے صحیح رنگ میں استفادہ کر سکیں اور واپس جا کر اپنی مجالس میں بہتر رنگ میں تعلیم و تربیت کا کام سرانجام دے سکیں۔

موسمی تعطیلات میں نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے جاری کردہ تعلیم القرآن کلاس میں زیادہ سے زیادہ خدام کو شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔

مرکزی امتحانات

خدام کے دینی علوم کے معیار کو بلند کرنے کے لئے چھ درجوں پر مشتمل کورس (نصاب) مقرر کیا گیا ہے۔ ہر خادم کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ باری باری ان امتحانات میں شریک ہو۔ کامیاب ہونیوالے خدام کو مرکز کی طرف سے اسناد دی جائیں گی۔

نوٹ:۔ اِن امتحانات کے نصاب حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مبتدی:۔ قرآنِ کریم۔ یسرنا القرآن اور قرآنِ کریم ناظرہ۔ پہلا پارہ مع ترجمہ۔

زبانی یاد کرنے کا حصّہ:۔ نماز باترجمہ اور قرآنِ کریم کی آخری تین سورتیں مع ترجمہ۔

حدیث:۔ چالیس جواہر پارے

کتب سلسلہ:۔ ہمارا رسولؐ۔ سیرت مسیح موعودؑ احمدیت کا پیغام۔ احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔

۲۔ متقدم:۔

قرآنِ کریم باترجمہ:۔ سورۃ آلِ عمران کے آخر تک۔ نیز سورہ لہب، نصر اور کافرون زبانی باترجمہ یاد کرنا۔

حدیث:۔ نبراس المؤمنین۔

فقہ:۔ فقہ کے ابتدائی مسائل (مرکز شائع کرے گا)

کتب سلسلہ:۔ فتح اسلام۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ الوصیّت۔ تین مسئلے از مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا۔ کتابچہ عام دینی معلومات (شائع کردہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

۳۔ مقتصد:۔

قرآنِ کریم باترجمہ:۔ سورۃ الانفال کے آخر تک۔ نیز سورۃ الکوثر، الماعون اور قریش باترجمہ زبانی یاد کرنا۔

حدیث:۔ احادیث الاخلاق (مصنفہ مکرم مولوی غلام باری صاحب سیفؔ)۔

کتب سلسلہ:۔ برکات الدعا۔ کشتی نوحؑ۔ سیرۃ خیر الرسلؐ دعوۃ الامیر صفحہ ۱۲۶ تک۔

۴۔ سابق:۔

قرآنِ کریم باترجمہ:۔ سورۃ الانبیاء کے آخر تک۔ نیز سورۃ فیل، العصر۔ القارعہ باترجمہ زبانی یاد کرنا۔

حدیث:۔ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۱۲۷ تک

کتب سلسلہ:۔ چشمۂ مسیحی۔ نشانِ آسمانی۔ دعوۃ الامیر صفحہ ۱۲۶ سے آگے۔ کتابچہ عام دینی معلومات۔

۵۔ فائق:۔

قرآنِ کریم باترجمہ:۔ سورۃ الجاثیہ کے آخر تک۔ نیز سورۃ القدر، التین۔ الم نشرح باترجمہ زبانی یاد کرنا۔

حدیث:۔ حدیقۃ الصالحین صـ ۱۲۷ سے صـ ۲۷۱ تک۔

کتب سلسلہ:۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ مسیح ہندوستان میں۔ تین اہم امور۔ خلافتِ حقّہ اسلامیہ۔ مختصر تاریخِ احمدیت (مصنفہ شیخ خورشید احمد صاحب) کتابچہ عام دینی معلومات۔

۶۔ فائز:۔

قرآنِ کریم باترجمہ:۔ مکمّل قرآنِ کریم (سورۃ الناس تک) نیز سورۃ الضحیٰ، الغاشیہ۔ الاعلیٰ باترجمہ زبانی یاد کرنا۔

حدیث:۔ حدیقۃ الصالحین صـ ۲۷۱ تا صـ ۴۲۴ اختتام۔

کتب سلسلہ:۔ تذکرۃ الشہادتین۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ اسلام کا اقتصادی نظام۔ کتابچہ عام دینی معلومات۔

• زبانی انٹرویو۔

مضمون نویسی کا انعامی مقابلہ

مرکز کی طرف سے مضمون نویسی کا ایک انعامی مقابلہ ہر سال کروایا جاتا ہے جس میں اوّل، دوم اور سوم آنیوالے خدام کو سالانہ اجتماع کے موقع پر بالترتیب -/۲۵ روپے، -/۲۰ روپے اور -/۱۵ روپے کے نقد انعامات دیئے جاتے ہیں۔ ہر شہری مجلس کے لئے ضروری ہوگا کہ اِس مقابلہ میں اس کی طرف سے کم از کم ایک نمائندہ ضرور شریک ہو۔

تعلیمی کارڈ جملہ مجالس یہ انتظام کریں کہ اُن کے تمام خدام مرکز کا تیار کردہ تعلیمی کارڈ اپنے پاس محفوظ رکھیں اور وقتاً فوقتاً جو کتاب پڑھیں اس کا باقاعدگی سے اس میں اندراج کرتے رہیں۔ مرکزی نمائندے، مہتمم تعلیم اور مراقب اپنے دَوروں میں جائزہ لیا کریں گے کہ تعلیمی کارڈ ہر خادم کے پاس ضرور ہو۔ قائدین ہر ماہ کسی ایک جمعہ میں جملہ خدام کے تعلیمی کارڈ چیک کر لیا کریں۔ مجالس یہ انتظام کریں کہ سالانہ اجتماع مرکزیہ کے موقع پر شامل ہونیوالے خدام اپنا تعلیمی کارڈ ہمراہ لائیں۔ علمی مقابلہ جات میں حصّہ لینے والے خدام کے پاس تعلیمی کارڈوں کا ہونا بہرحال لازمی ہوگا۔

سالانہ اجتماع مرکزیہ کے موقع پر تعلیمی کارڈ کے اندراجات کا مقابلہ ہوگا جس خادم کا کارڈ زیادہ مکمّل ہوگا اس کو خاص انعام دیا جائے گا۔

تعلیمی کوائف ہر مجلس اپنے ہاں شعبہ تعلیم کے لئے ایک رجسٹر تیار کرے جس میں مقامی خدام کے تعلیمی کوائف درج ہوں تا سکیم کے مطابق عمل کرتے ہوئے جو بھی ترقی ہو وہ ساتھ ساتھ اس میں درج ہوتی رہے۔ سال کے شروع میں ان کوائف کی ایک نقل مرکز کو بھجوائی جائے۔ کوائف حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ کُل تعداد خدام۔

۲۔ کتنے خدام نماز باترجمہ جانتے ہیں۔

۳۔ کتنے خدام قرآنِ کریم ناظرہ جانتے ہیں۔

۴۔ کتنے خدام قرآنِ کریم باترجمہ جانتے ہیں۔

۵۔ کتنے خدام عربی جانتے ہیں یا عربی سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ (۶) کتنے خدام [illegible] (۷) [illegible] خدام کی تعداد۔

يُذْهِبْنَ الْحَسَنَاتِ السَّيِّاٰتِ

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

وقارِ عمل کی ایک دلچسپ رپورٹ

پرائمری گرلز سکول چک ۸۶ ضلع سرگودھا کو مڈل سکول میں تبدیل کرنے کے لئے دو مزید کمروں کی ضرورت تھی۔ مگر فنڈ کی کمی کی وجہ سے کمروں کے اندر بھرتی نہیں ڈالی جاسکتی تھی۔ اس مشکل کو دیکھتے ہوئے چوہدری غلام رسول صاحب نگران حلقہ نے مقامی یونین کونسل کے چیئرمین اور معزز زمینداروں کو بتایا کہ اگر وہ پسند کریں۔ تو ہم وقارِ عمل کے ذریعہ یہ کام مفت کرسکتے ہیں۔ انہوں نے اس پیشکش کو نہایت خوشی سے قبول کیا۔ لہٰذا چوہدری غلام رسول صاحب نگران حلقہ نے ان کو بتایا کہ ہم ۲۳ فروری بروز اتوار وقارِ عمل منائیں گے۔ چنانچہ خاکسار کو بھی وہاں پہنچنے کی اطلاع دی گئی۔

اس بابرکت وقارِ عمل کے شروع ہونے سے قبل ہی نیک نتائج پیدا ہونے شروع ہوگئے۔ جب گاؤں کے لوگوں کو علم ہوا کہ وقارِ عمل میں شامل ہونے کے لئے سرگودھا اور ربوہ سے بھی احمدی آرہے ہیں تو ان میں سے ایک نے ان لڑکوں کو جنہوں نے دیواروں پر مرزائی کافر لکھا ہوا تھا۔ مٹا ڈالنے کے لئے کہا اور ان کو سمجھایا کہ یہ بہت بری بات ہوگی کہ وہ یہاں آکر ہمارے کام کریں۔ اور ہم ان کے خلاف لکھ لکھ کر دیواریں بھردیں لہٰذا وہ الفاظ مٹا دیئے گئے۔

یہ بابرکت وقارِ عمل تقریباً ۱۱ بجے شروع ہوا۔ اس میں حلقہ چک ۸۶ جنوبی کی چار مجالس یعنی ۳۵۔ ۸۶۔ ۸۱ اور ۳۳ جنوبی کے ۲۱ خدام ۱۰ اطفال اور ۶ انصار شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ غیراز جماعت احباب میں سے چوہدری محمد اکرم صاحب ایل ایل بی چیئرمین اور چوہدری ریاض احمد صاحب ممبر یونین کونسل ۹۴ بھی اس وقارِ عمل میں شریک ہوئے۔ کل حاضری ۴۳ تھی۔ یہ وقارِ عمل ساڑھے تین گھنٹے تک جاری رہا۔ دونوں کمروں میں بھرتی ڈالی گئی۔ اس دوران میں دس منٹ کا وقفہ بھی کیا گیا۔ جس میں دوستوں کو چائے پلائی گئی۔ اس کے علاوہ فوٹو بھی لئے گئے۔

وقارِ عمل کے اختتام پر خاکسار نے تمام حاضرین کے سامنے جن میں غیراز جماعت احباب بھی شامل تھے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کی روشنی میں وقارِ عمل کی ضرورت واہمیت اور فوائد پر مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد خاکسار نے رب کا شکریہ ادا کیا اور مکرم ملک محمد حسین صاحب پریذیڈنٹ چک ۸۶ جنوبی نے دعا کرائی اور پروگرام بخیروخوبی اختتام پذیر ہوا۔

(ریاض احمد - قائد ضلع سرگودھا)

سائنس کے کرشمے

اندھے دیکھ سکتے ہیں

سائنس نے ایک ایسا آلہ ایجاد کر لیا ہے۔ جس کی مدد سے پیدائشی اندھے بھی دیکھ سکیں گے اور بغیر کسی راہنما کے اپنا راستہ تلاش کر سکیں گے۔

اگر آپ کسی گہرے کنوئیں میں جھانک کر آواز دیں۔ تو اس کی گونج سنائی دے گی۔ بعینہٖ جس طرح کسی گنبد میں کھڑے ہو کر آپ کوئی نعرہ لگائیں تو وہی آواز کچھ دیر بعد پلٹ کر آپ کے کانوں تک پہنچے گی نتیجہ یہ نکلا کہ آواز کی لہریں روشنی کی لہروں کی طرح منعکس ہو سکتی ہیں۔

آواز کی لہریں کئی قسم کی ہیں۔ ایک تو عام آواز ہے۔ جو ہم سنتے ہیں۔ ایک قسم آواز کی وہ ہے جس میں لہروں کا ارتعاش بہت تیز ہوتا ہے۔ اتنا تیز کہ ہمارے مجرّد کان وہ آواز سُن نہیں سکتے۔ گویا جس طرح آنکھ روشنی کی ہر لہر کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اسی طرح کان بھی آواز کی ہر قسم کی لہر نہیں سُن سکتے۔ آواز کی لہروں کی یہ قسم Ultra Sounds یعنی (ماوراء الصوت) کہلاتی ہے۔ اس کا ارتعاش ایک سیکنڈ میں بیس ہزار سے زیادہ ہوتا ہے۔

آواز کی یہ لہریں مصنوعی طور پر پیدا کی جا سکتی ہیں۔ اور آلات کی مدد سے انہیں عام آواز میں تبدیل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس اصول پر مبنی ایک آلہ انگلستان کی ایک فرم Ultra Electronics - Ltd Western Avenue, London-3. نے تیار کیا ہے۔ یہ ایک قسم کی ٹارچ ہے جو اندھا انسان اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے اور جب اسے استعمال کرنا چاہتا ہے تو ایک بٹن دبا دیتا ہے۔ بٹن دباتے ہی ماوراء الصوت لہریں ٹارچ میں سے نکل کر سامنے کی اشیاء پر پڑتی ہیں۔ جس طرح آواز کی لہریں کنوئیں کی سطح یا گنبد کی چھت سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہیں اسی طرح یہ ماوراء الصوت لہریں سڑک پر موجود رکاوٹوں مثلاً بسوں یا کاروں یا انسان سے ٹکرا کر واپس لوٹتی ہیں اور اسی آلے کی مدد سے ان کو سنی جانے والی آوازیں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔ اگر سامنے سے آنے والی چیز قریب ہو تو آواز کی سُر اور ہوتی ہے۔ اگر دور ہو تو اَور۔ اس طرح ہر اندھا شخص یہ معلوم کر سکتا ہے کہ سڑک پر کتنی دور اور کس طرف کوئی رکاوٹ موجود ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ یہ ٹارچ اندھے کی لاٹھی کا ایک نعم البدل ہے۔ یہ لاٹھی بیسوں گز لمبی بہت ہلکی اور لکڑی کی لاٹھی سے کئی گنا کارآمد ہے۔ عنقریب یہ آلہ وسیع پیمانے پر تیار ہو کر اندھوں کے استعمال میں آجائے گا۔

(بشکریہ برٹش ریویو مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۶۹ء)

(تشریح مکرم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خاں صاحب)

الوداعی تقریب

مکرم پروفیسر عبدالشکور صاحب اسلم مہتمم بیرون مجالس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مورخہ ۲۱ ہش کو بیرون کے لئے ربوہ سے روانہ ہو گئے۔ روانگی سے ایک دن قبل ان کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی دی گئی جس میں معتمد مرکزیہ نے انہیں مندرجہ ذیل ایڈریس پیش کیا:۔

"آج کی یہ تقریب ہمارے رفیقِ کار مکرم پروفیسر عبدالشکور صاحب اسلم مہتمم مجالس بیرون کو الوداع کہنے کی غرض سے منعقد کی گئی ہے۔ مکرم عبدالشکور صاحب اسلم تقریباً ساڑھے پانچ برس مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے رکن رہے ہیں۔ اس عرصہ کے دوران آپ کو بحیثیت مہتمم اشاعت، مہتمم خدمتِ خلق، مہتمم تجنید اور مہتمم مجالس بیرون متنوع قسم کے فرائض ادا کرنے کا موقع ملتا رہا ہے۔ جنہیں آپ خدا کے فضل سے نہایت اخلاص فرض شناسی اور تندہی سے ادا کرتے رہے ہیں۔ اب آپ سیرالیون (مغربی افریقہ) کے ایک احمدیہ سکول میں استاد مقرر ہو کر تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا یہ نیا تقرر مبارک فرمائے۔ سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ اور خدمتِ دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم ہیں ممبران

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

مجالس شعبہ تحریک جدید کے کوائف جلد بھجوائیں

امسال مارچ کے پہلے ہفتہ میں تمام مجالس ہائے خدام الاحمدیہ کو شعبہ تحریک جدید کے بارہ میں ایک سرکلر ارسال کیا گیا تھا لیکن ترسیل کا نظام معطل ہونے کے باعث یہ سرکلر سب مجالس تک بروقت نہ پہنچ سکا۔ جس کے نتیجہ میں کوائف نامے واپس دفتر مرکزیہ میں بروقت موصول نہ ہو سکے۔ اب ڈاکخانوں کا نظام بحال ہونے پر جوابات موصول ہو رہے ہیں۔ لیکن مجالس کی بھاری اکثریت کی طرف سے کوائف نامہ موصول نہیں ہوا۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ تمام قائدین، زعماء و ناظمین صاحبان سے استدعا ہے کہ اپنی اپنی مجالس کے ذیل کے کوائف سے جلد آگاہ کریں۔

۱۔ کل تعداد خدام۔ (۲) تحریک جدید میں شامل خدام کی کل تعداد۔ دفتر دوئم۔ دفتر سوئم (۳) کل وعدہ جات دفتر دوئم۔ دفتر سوئم (۴) کل وصولی دفتر دوئم و سوئم۔ (۵) گذشتہ سہ ماہی میں کل کتنے خدام دفتر سوئم میں شامل کئے گئے۔

(مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

قابلِ ذکر کام

مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ نے شعبۂ اشاعت میں قابلِ ذکر کام کیا ہے خالد اور تشحیذ کی خریداری اور اشتہارات کی طرف خصوصی توجہ دی ہے اس مجلس کے خدام کی تعداد ۱۳۵ ہے اور ان کی خالد کی خریداری ۶۵ ہے اسی طرح اطفال کی تعداد ۴۸ ۴۴ ہے جبکہ تشحیذ کی خریداری ۵۹ ہے اس کام کی اگر دوسری مجالس بھی تقلید کریں تو ہر دو رسائل عمدگی سے شائع کئے جا سکتے ہیں۔ اس مجلس کی طرف سے

تازہ پھلوں کا رس

مہمانوازی کی روایات کو برقرار رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے
کہ مہمانوں کی خدمت میں

شیزان پھلوں کا رس مزیدار بھی ہے اور صحت بخش بھی !

مالٹا - آم - سیب - انار - آلو بخارا اور لیمو نیٹا

قدرتی ذائقوں میں دستیاب ہے

مہمان یا میزبان —— سب کی پسند

شیزان انٹر نیشنل لمیٹڈ
بند روڈ — لاہور
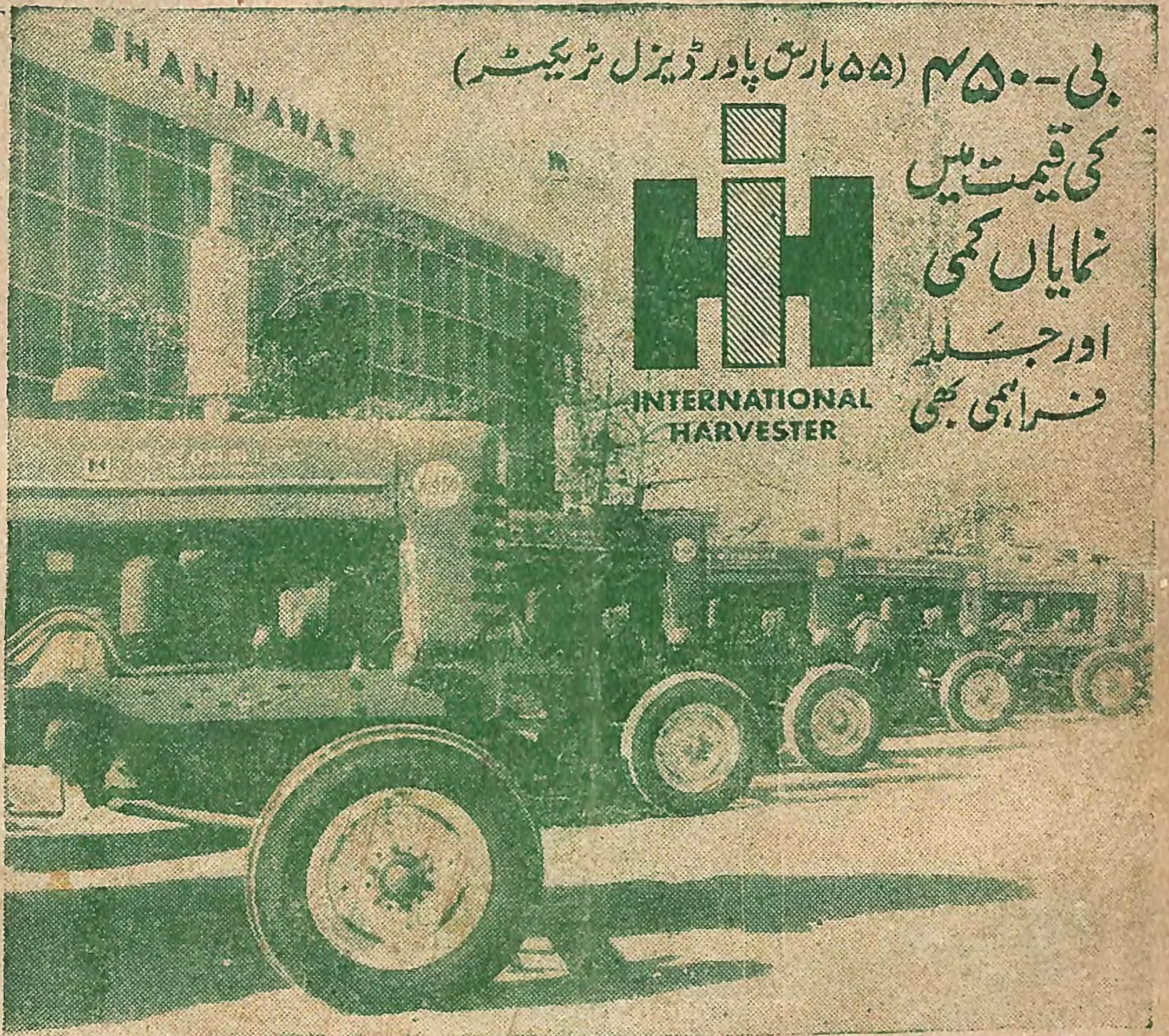
Regd. No. L. 5830 April 1969

خوشخبری زراعتی ٹریکٹر کے خریداروں کے لئے

پُرانی قیمت:- ۱۶،۳۴۰/- روپے

موجودہ قیمت:- ۱۴،۵۵۵/- روپے

انٹرنیشنل ہارویسٹر کے اعلیٰ معیار اور بہترین کارکردگی کی بے مثال روایات سو سال سے قائم ہیں۔ پاکستان میں بھی انٹرنیشنل ہارویسٹر بی۔۴۵۰ ٹریکٹر بے حد مقبول ہے۔ محدود تعداد میں انٹرنیشنل ہارویسٹر بی۔۴۵۰ کی قیمت میں اس نمایاں کمی کے فخریہ اعلان کا مقصد پاکستان کو غلہ کی پیداوار میں خود کفیل بنانا ہے۔

پاکستان کے ہر بڑے شہر میں ڈیلر موجود ہیں۔

اپنے آرڈر جلد بک کرا دیجئے۔

پہلے آیئے پہلے لے جایئے

انٹرنیشنل ہارویسٹر بی۔۴۵۰ ٹریکٹر صرف ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بینک آف پاکستان کے قرضے سے خریدا جا سکتا ہے۔ قرضہ حاصل کرنے کے متعلق مشورہ کیلئے ہم سے یا ہمارے قریبی ڈیلر سے رجوع کیجئے۔

شاہنواز لمیٹڈ

۱۹- ویسٹ وہارف روڈ کراچی۔ فون:- ۵-۲۲۳۰۳۱
۸۳- مال روڈ۔ لاہور۔ فون:- ۲-۶۳۱۷۱
۳۲۶- پی پشاور روڈ۔ راولپنڈی۔ فون:- ۶۲۹۱۷
۱۷- مال روڈ۔ پشاور چھاؤنی۔ فون:- ۳۱۷۶

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.